مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

امان ۱۳۴۹ ھش مارچ ۱۹۷۰ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ھیں :

''قرآن کریم میں خلافت کے دو کام بتائے گئے ھیں - ایک ھے تمکین دین اور دوسرا ھے خوف سے حفاظت - اور قرآن کریم کی رو سے یہ دونوں کام جب تک خلافت ھے کسی اور کے ذریعہ سے سر انجام نہیں پا سکتے - اس لئے جس طرح پہلے الہی سلسلوں میں ھمیشہ یہ ھوتا رھا ھے - جماعت احمدیہ میں بھی مختلف تنظیمیں تمکین دین اور خوف کو امن سے بدلنے کے سامان پیدا کرنے کے لئے بطور ھتھیار کے ھوتی ھیں اور یہ ھتھیار خلیفۂ وقت کے ھاتھ میں ھوتا ھے ''

(خالد فتح ۱۳۴۸ ھش)

قیمت سالانہ : چھ روپے
قیمت فی پرچہ ۶۰ پیسے

مدیر اعلیٰ : محمد اسلم شاد (ایم-اے)
مدیر : منصور احمد عمر (شاھد)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس عاملہ و کارکنان خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہمراہ
(تفصیل صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(ارشاد المصلح الموعودؓ)

"تیری عاجزانہ راہیں اُسکو پسند آئیں"
(الہام المسیح الموعودؑ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۶ — شمارہ ۳

امان ۱۳۴۹ھش — ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ / محرم ۱۳۹۰ھ — مارچ ۱۹۷۰ء

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ:- محمد اسلم شاد (ایم اے)
مدیر:- منصور احمد عمر (شاہد)

نائبین

صالح محمد خاں (شاہد) ملک کریم الدین
انعام الحق کوثر - مرزا ظفر احمد

قیمت سالانہ: چھ روپے ÷ قیمت فی پرچہ ۶۰ پیسے

محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا

تفصیل گروپ فوٹو سرورق صفحہ ۲

سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مجلس عاملہ وکارکنان
خدام الاحمدیہ مرکزیہ (۴۸-۱۳۴۷ ہش) کے ہمراہ۔
برموقع تقریب الوداع محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ
۲۹ ر اخاء ۱۳۴۸ ہش (۲۹ ر اکتوبر ۱۹۶۹ء)

بیٹھے ہوئے:۔ بدر سلطان اختر (مراقب)، مبارک احمد خالد (نائب معتمد)
کرسیوں پر (دائیں سے بائیں) چوہدری سمیع اللہ سیال (مہتمم مال)، مبارک احمد انصاری (مہتمم صنعت وتجارت)، رفیق احمد ثاقب (معتمد)، چوہدری حمید اللہ (مہتمم تربیت) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (صدر) سید میر محمود احمد ناصر (نائب صدر اوّل)، قریشی نور الحق تنویر (نائب صدر دوم ومہتمم اصلاح وارشاد) چوہدری منیر احمد عارف (مہتمم مقامی)
ایستادہ (پہلی قطار) شیخ عبد الخالق (مینجر رسالہ خالد وتشحیذ) محمد اسلم شاد منگلا (مہتمم اشاعت ومدیر اعلیٰ خالد) چوہدری مبارک مصلح الدین (مہتمم مجالس بیرون)، منور شمیم خالد (مہتمم تحریک جدید)، عبد الرشید غنی (مہتمم وقار عمل) عبد الشکور (مہتمم خدمت خلق)، محمد اسلم صابر (مہتمم تجنید)، عبد الرزاق (مہتمم صحت جسمانی) عطاء المجیب راشد (مہتمم اطفال ومدیر تشحیذ الاذہان) صاحبزادہ مرزا انس احمد (مہتمم عمومی)
ایستادہ (دوسری قطار) ملک فضل دین (محرر اعتماد)، محمد سلیمان (مراقب)، بشیر احمد نذیر (محرر مال)، شیخ نصر اللہ (مددگار کارکن) چوہدری عبد اللطیف (محرر اعتماد) چوہدری بشیر احمد (محرر اطفال)، کرامت اللہ (مراقب)، قریشی ضیاء اللہ (محرر اعتماد) میجر احمد دین (محرر خرچ)، محمد اسلم (مالی)، قاری شریف احمد (محرر اعتماد)

اس شمارہ میں

ادارتیہ

"تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۳۴۸ ھش کے موقعہ پر اپنے خطاب میں خدام الاحمدیہ کا مطمح نظر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام قرار دیا ہے کہ:-

"تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں"

(تذکرہ ص۷۰۵ ایڈیشن سوم)

پس ہر خادم کا یہ فرض ہے کہ وہ خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے ہر کام میں اُن عاجزانہ راہوں کو اختیار کرے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اختیار فرمائیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ حضور علیہ السلام کو اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہایت بلند روحانی مقام عطا ہوا تھا۔ پھر بھی عاجزی، بے نفسی اور تذلّل آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ خدا تعالیٰ کے حضور آپؑ یوں عاجزانہ عرض کرتے ؎

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

حضور علیہ السلام مخلوقِ خدا کی خدمت اور ہمدردی میں ہر دم مشغول رہتے اور انسان ہونے کی حیثیت سے خود کو ان کے برابر بلکہ کمتر قرار دیتے۔ مسکین کی بات کو مسکینی سے سُنتے غریب کی حالت پر رحم فرماتے اور کمزور کے حال پر شفقت کی نظر ڈالتے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب خدام کو بھی اُسکی پسندیدہ، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

معارف القرآن

سُورۃ فاتحہ کی بلند شان

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سُورۃ فاتحہ کے بارے میں اپنی عربی تصنیف لطیف "کرامات الصادقین" میں فرماتے ہیں:۔

"اَلْحَقُّ اَنَّ الْفَاتِحَۃَ اَحَاطَتْ کُلَّ عِلْمٍ وَّ مَعْرِفَۃٍ وَّاشْتَمَلَتْ عَلٰی کُلِّ دَقِیْقَۃٍ حَقٍّ وَّحِکْمَۃٍ وَّ ھِیَ تُجِیْبُ کُلَّ سَآئِلٍ وَّ تُرْزِیْبُ کُلَّ عَدُوٍّ صَآئِلٍ وَّ یُطْعِمُ کُلَّ نَزِیْلٍ اِلَی التَّضْیِیْفِ مَآئِلٍ وَّ یَسْقِی الْوَارِدِیْنَ وَالصَّادِرِیْنَ۔ وَ لَاشَکَّ اَنَّھَا تُزِیْلُ کُلَّ شَکٍّ یُّتَبِّبُ وَ تُجِیْحُ کُلَّ ھَمٍّ شَیَّبَ وَ تُعِیْدُ کُلَّ ھُدًی تَغَیَّبَ وَ تُخْجِلُ کُلَّ خَصِیْمٍ نَّیَّبَ وَیُبَشِّرُ الطَّالِبِیْنَ۔ وَلَا مُعَالِجَ کَمِثْلِہٖ لِسَمِّ الذُّنُوْبِ وَزَیْغِ الْقُلُوْبِ وَھُوَ الْمُوْصِلُ اِلَی الْحَقِّ وَ الْیَقِیْنِ"

(کرامات الصادقین ص۱۰۳)

حق بات یہی ہے کہ سُورۂ فاتحہ ہر علم اور معرفت پر محیط ہے۔ وہ سچائی اور حکمت کے تمام نکات پر مشتمل ہے۔ اور یہ ہر سائل کے سوال کا جواب دیتی اور ہر حملہ آور دشمن کو تباہ کرتی ہے۔ نیز ہر مسافر کو جو مہمان نوازی چاہتا ہے کھلاتی اور آنے اور جانے والوں کو پلاتی ہے۔ بے شک وہ ہر شبہ کو جو ناکامی کی حد تک پہنچانے والا ہو زائل کر دیتی ہے۔ اور ہر غم کو جس نے بوڑھا کر دیا ہو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے۔ اور ہر گمشدہ راہنما کو (راہِ راست پر) واپس لاتی ہے۔ اور ہر خطرناک دشمن کو شرمندہ کرتی ہے۔ طالبانِ ہدایت کو بشارت دیتی ہے۔ گناہوں کے زہر اور دلوں کی کجی کیلئے اس جیسا کوئی اور معالج نہیں۔ اور وہ حق اور یقین تک پہنچانے والی ہے۔

احادیث الرسولؐ

راستہ سے ضرر رساں اشیاء ہٹانے کا درجہ

۱- اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ۔ (متفق علیہ)

ایمان ستر یا ساٹھ سے کچھ زائد حصوں پر مشتمل ہے۔ جن کا افضل حصہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا قول اور ادنیٰ حصہ راستہ سے ضرر رساں چیز کا ہٹانا ہے۔

۲- كُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ۔ وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِیْ دَآبَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ۔ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ۔ وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَی الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ۔ وَتُمِيْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ۔ (متفق علیہ)

ہر دن جب سورج طلوع کرتا ہے تو لوگوں کے جسموں کی ہر ہڈی پر صدقہ لازم آتا ہے۔ پس جب تُو دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرتا ہے تو یہ ایک صدقہ ہے اور جب تُو کسی آدمی کو اس کی سواری پر سوار کرانے میں مدد دیتا ہے تو یہ ایک صدقہ ہے۔ یا جب تُو اس کا سامان سواری پر لاد دیتا ہے تو یہ ایک صدقہ ہے۔ اور ہر اچھی بات ایک صدقہ ہے اور جب تُو نماز کے لئے مسجد کی طرف جاتا ہے تو تیرا ہر قدم ایک صدقہ ہے۔ اور تیرا راستہ سے ضرر رساں چیز اٹھانا ایک صدقہ ہے۔

۳- لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّةِ فِیْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِی الْمُسْلِمِيْنَ۔ (مسلم)

مَیں نے ایک آدمی کو دیکھا جو جنت میں پھر رہا تھا۔ اور اس نے صرف یہ نیکی کی تھی کہ ایک کانٹے دار درخت کو جس سے راہ گذرنے والے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی تھی راستے سے کاٹ دیا تھا۔

کلام الامام

قرآنِ کریم کی عزّت قائم کریں!

(از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

"مَیں جماعت کے بھائیوں اور بہنوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ صرف احمدی کہلانا یا بیعت کر لینا کافی نہیں۔ بلکہ آپ کا فرض ہے کہ قرآن کریم اور اسلام کی دُنیا میں عزت قائم کریں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنیوالے ہوں لیکن یہ کام ہرگز نہیں ہو سکیگا جبتک کہ دل میں اسکی محبت نہ ہو جبتک کہ قرآنِ پاک کا علم آپکو حاصل نہ ہو جبتک کہ آپ اس کو کما حقّہ، سمجھنے والے نہ ہوں اور جبتک کہ ہمیشہ اس کے متعلق غور و فکر کرنے والے نہ ہوں۔

پس جبتک آپ قرآن کریم کی عزّت کو دُنیا میں قائم کرنے کی کوشش نہیں کرینگے مَیں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی اور دنیا کی نگاہ میں بھی کبھی عزّت حاصل نہیں کر سکتے۔

اگر آپنے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنا ہے اور اگر آپنے اس غرض کو جس کے لئے یہ جماعت قائم کی گئی ہے حاصل کرنا ہے تو ضروری ہے کہ آپ قرآن کریم سے پیار کرنیوالے ہوں اس طرح کہ اسکے تمام احکام پر عمل کرنیوالے ہوں۔ قرآن کریم کی عزّت کرنیوالے ہوں قرآنِ کریم کے نور سے خود بھی منوّر ہوں اور پھر اس نور کی دُنیا میں اشاعت بھی کریں۔

خدا تعالےٰ ہمیں صحیح معنے میں حقیقی احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

(الفضل ۱۷ ظہور ۱۳۴۵ھش)

کلامِ محمودؓ

اے حُسن کے جادُو

اے حُسن کے جادو مجھے دیوانہ بنادے
اے شمعِ رُخ اپنا مجھے پروانہ بنادے

ہر وقت مئے عشق یہاں سے رہے بٹتی
ویرانۂ دِل کو مرے میخانہ بنادے

تجھ کو تری مخمور نگاہوں کی قسم ہے
اِک بار اِدھر دیکھ کے مستانہ بنادے

کردے مجھے اسرارِ محبت سے شناسا
دیوانہ بنا کر مجھے فرزانہ بنادے

اس اُلفتِ ناقص کی تمنّا نہیں مجھ کو
جو دل کو مرے گوہرِ یکتانہ بنادے

لیں جائزۂ عشق مرے عشق سے عاشق
دِل کو مرے عشاق کا پیمانہ بنادے

جو ختم نہ ہو ایسا دکھا جلوۂ تاباں
جو مر نہ سکے مجھ کو وہ پروانہ بنادے

دل میں نہ مرے کوئی بسے تیرے سوا اَور
گر تُو نہیں بستا اسے ویرانہ بنادے

ابلیس کا سر پاؤں سے تُو اپنے مسل دے
ایسا نہ ہو پھر کعبہ کو بُتخانہ بنادے

تبرکات

"کر — نہ کر"

(از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

★ تو ملاقات کے وقت سلام کرنے میں پہل کر۔
★ تو سیٹی بجانے کی عادت نہ ڈال۔
★ تو ہمیشہ وقت پر سکول، کالج، دفتر یا ملازمت پر جایا کر۔
★ تو بازار میں چلتے چلتے کوئی چیز نہ کھا۔
★ تو غریبوں کی مجلس کا لطف بھی اُٹھایا کر۔
★ تو ایسا لباس نہ پہن جس سے تو انگشت نما ہو۔
★ تو دوسروں کے سامنے اپنی ناک میں انگلی نہ دے۔
★ تو اپنے ناخن دانتوں سے نہ کترا کر۔
★ تو آپ ہی بات کرکے آپ ہی ہنسا نہ کر۔
★ تو بازار میں ننگے پیر اور ننگے سر نہ پھر۔
★ تو لوگوں کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کر۔
★ تو سفر میں اپنے اسباب سے غافل نہ رہ۔
★ تو گھر سے باہر جانے سے پہلے عموماً آئینہ دیکھ لیا کر۔
★ تو راستہ میں ایک طرف ہو کر چلا کر۔
★ جب تو کسی کو کوئی چیز عاریتاً دے تو لکھ لیا کر۔
★ تو اپنا خرچ اپنی آمدنی کے اندر رکھ۔
★ تو بہت چیخ چیخ کر نہ بولا نہ کر۔
★ جب کوئی تجھ سے بات کرے تو تُو اس کی طرف متوجہ ہو۔
★ جب تو عاریۃً کسی سے کچھ مانگے تو جلد سے جلد واپس کر دے۔
★ دنیا کا ہر شخص کسی نہ کسی وقت تیرے کام آ سکتا ہے۔ پس تیری کسی سے اَن بَن نہ ہو۔

اُردُو کے نامور شاعر جناب امیر مینائی

کے شاگرد رشید

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری

(مکرم لئیق احمد صاحب طاہر۔ نائب امام مسجد لندن)

پورا نام مختار احمد۔ تخلّص مختار تھا۔ ۱۸۵۹ء کے قریب شاہجہانپور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام حافظ سیّد علی احمد میاں رضی اللہ عنہ تھا جو اپنے دور کے جیّد عالم اور صاحبِ کرامت تھے۔ درس و تدریس مشغلہ تھا۔ والد ماجد متعدد کتب کے مصنّف تھے۔ قرآن فہمی۔ فقہ اور حدیث میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ دادا کا نام سیّد ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ ترمذی خاندان کے سادات سے تھے اور شاہجہانپور میں بہت بڑی جاگیر کے مالک تھے۔ دولت و ثروت کی ریل پیل تھی اور رؤسائے شاہجہانپور میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔

شاعری کے لئے نہایت موزوں طبیعت پائی تھی۔ ابتداء میں کچھ اصلاح اپنے استاد حضرت فضل احمد رضی اللہ عنہ سے لی بعد ازاں امیر مینائی سے شرف تلمّذ حاصل کیا۔ امیر مینائی کے شاگردوں میں آپ کو خاص مقام حاصل تھا۔ اس زمانہ کے نامور شعراء اور اُدباء شعر و سخن اور ادب کے میدان میں آپ کی غیر معمولی لیاقت و قابلیت اور صلاحیت کے معترف اور قدردان تھے۔

ابتداء میں تعلیم گھر میں ہی حاصل کی۔ گھرانہ دیندار تھا۔ لہذا دین سے ہمیشہ شغف رہا۔ آپ کی نظم اور نثر ساری عمر تصوّف۔ ادب روحانیات اور الہٰیات کے ابلاغ کے لئے وقف تھے۔ عام شعراء کی طرح شوقِ لیلیٰ اور دارفتگیٔ فرہاد کا اظہار آپ کے پاکیزہ کلام سے ہرگز نہ ہوتا تھا۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ گھر میں نماز و دعا کے بعد بڑا مشغلہ باغبانی تھا۔ مکان پورا محل سرا تھا جس میں طرح طرح کے پھلدار درخت اور رنگ برنگ کے پھول لگا رکھے تھے۔ ان کی آبیاری۔ نگہداشت اور حفاظت میں ایسا انہماک تھا جیسے کسی ماں کو اپنے عزیز بیٹوں سے ہوتا ہے۔

عین زمانہ شباب میں آپ کو کسی عزیز نے
بانیٔ سلسلہ احمدیہ محبوب ربانی مرسلِ یزدانی حضرت
مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی ایک زیرِ طبع کتاب اور دیگر لٹریچر
لا کر دیا۔ جس نے آپ کی زندگی کی کایا پلٹ
دی۔ ایک علمی مسئلہ جو ایک عرصہ سے آپ
کے لئے سوہانِ روح ثابت ہو رہا تھا اسے اس
کتاب نے حل کیا۔ قرآن مجید میں خدا تعالےٰ
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے "وَجَدَكَ
ضَآلًّا فَهَدٰى" کے الفاظ استعمال کئے تھے
جن کے معنے پہلے مفسر اور علماء یہ کیا کرتے تھے
کہ آنحضرتؐ کو خدا تعالےٰ نے نعوذ باللہ گمراہ
پایا۔ اور پھر ہدایت دے دی۔ اس ترجمہ سے
آنحضرتؐ کی کسرِ شان ہوتی تھی۔ سیدنا حضرت
مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ضالّ کے معنے محبت
میں گم ہو جانے کے ہیں۔ جیسے کوئی انسان کسی
کے فراق اور ہجر کی وجہ سے غم اور حزن کی وجہ
دفورِ عشق و محبت کی وجہ سے کھو سا جاتا ہے
یہی حال عشقِ ایزدی میں ہمارے حضور صلے اللہ
علیہ وسلم کا تھا۔ ورنہ آنحضرتؐ تو بادشاہ
ہر دو سرا تھے۔ علم و فہم میں نکتہ منتہیٰ تھے۔
زمین میں خدا تعالےٰ کی تخلیق کا کامل و اکمل اور
اتم نمونہ تھے۔ خود ہادیٔ برحق تھے۔ آپ کا گمراہ
ہونا نعوذ باللہ چہ معنی دارد؟ اس پُر معرفت
تحریر نے آپ کی روح گداز کر دی۔ اور بانیٔ
سلسلہ احمدیہ کی کتب کے مطالعہ کے بعد ۱۸۹۲ء
میں بیعت کر کے داخلِ سلسلہ ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ
نے آپ کو اتنی نافع الناس اور بابرکت زندگی
عطا فرمائی کہ اس آخری زمانہ میں آپ کو قدیم ترین
صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔

حضرت حافظ صاحب کے دربار کی عجیب
شانِ خسروانہ تھی۔ پُر وقار گفتگو۔ با ادب
اہلِ مجلس نفیس طبیعت لیکن سادگی ایسی کہ
اصحابِ صفہ کی یاد تازہ ہو۔ آخری دس پندرہ
سال عموماً اپنی سریر پہ لیٹے لیٹے گزار دیئے
طبیعت عموماً کمزور رہتی تھی۔ پیرانہ سالی کا
تقاضا تھا۔ لیکن دربار کی شان وہی تھی۔
آنے والوں کا ہمیشہ تانتا بندھا رہتا تھا۔ آپ
کی محفل میں بیٹھکر انسان روحانی سکون محسوس
کرتا تھا۔ نہایت شستہ زبان اور روحانیت میں
ڈوبا ہوا کلام ہر شخص کے لئے ایمان افروز ثابت
ہوتا۔ طبیعت مزاج شناس تھی۔ محفل کے مطابق
ایسے موضوع پہ گفتگو فرماتے جس سے چھوٹا بڑا
ہر ایک لطف اندوز ہوتا۔ آپ اہلِ زبان تو تھے
ہی لیکن عارفِ ربانی ہونے کی وجہ سے آپ
کے کلام میں ایسی حلاوت اور مٹھاس پیدا ہو جاتی
تھی۔ کہ انسان اس پہ سر دھننے لگتا تھا خصوصاً
جب کوئی زیرِ تبلیغ دوست آپ کی مجلس میں
بیٹھے ہوں تو پھر تو سماں بندھ جاتا تھا۔

شعر و شاعری میں آپ کے صحیح مقام کا علم

کسی بڑے شاعر کو ہی ہو سکتا ہے۔ عموماً لوگ آپ
سے اصلاح لیتے تھے۔ لیکن جن کی طبیعت اس
فن کے لئے موزوں نہ ہوتی اُسے روک دیتے۔ کہ یہ
آپ کے بس کا کام نہیں۔ ہزاروں ہزار اشعار
یاد تھے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے فارسی یا اردو اشعار پر اگر کوئی مخالف اعتراض
کرتا تو جھٹ بیسیوں اشعار پرانے مستند
شعراء کے کلام سے اسی بحر اور قافیہ کے پیش
کر دیتے۔ محض اسی ایک مثال سے آپ کے وسعتِ
مطالعہ اور ادب سے محبت کا علم ہو سکتا ہے۔ (اگر
مَیں یہ کہوں کہ اس فن میں حضرت حافظ صاحبؓ
ہماری ساری جماعت میں یکتا تھے اور یکتا رہے
اور ان کا ابھی کوئی مثیل پیدا نہیں ہوا تو بیجا نہ
ہوگا) کئی دفعہ فرمایا۔ کہ ہم جب شعر کہتے ہیں۔ تو
پانچ دس شعر کہنا ہمارے اختیار سے باہر ہے"
پھر تو ایک بارش برسنا شروع ہو جاتی ہے
اور جب تک خود بخود سو پچاس شعر موزوں نہ
ہو جائیں طبیعت سیر نہیں ہوتی۔

سلسلہ کے پرانے رسائل فاروق۔ الحکم
اور الفضل میں آپ کی نعتیں اور حمد باری تعالیٰ
سے معمور نظمیں آپ کے بلند مقام کی شاہد ناطق ہیں،

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے
جو عشق تھا اس کا اظہار آپ کے اس شعر سے ہوتا ہے ؎

جلوہ فرما ہیں محمدؐ احمدِ مختار میں
دو مزے آنکھوں نے پائے اک ترے دیدار میں

یعنی ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا
شرف حاصل کر کے نہ صرف یہ کہ مسیح موعودؑ کے
دیدار کا موقع ملا ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی زیارت بھی ہو گئی ہے۔ کیونکہ
مسیح موعود علیہ السّلام کا حُسن ذاتی نہیں ہے
یہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل
ہے۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا
ظہور ثانی احمد مختار کے وجود باجود سے ہوا ہے

حضرت سیّد محمد احسن امروہیؓ نے
صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام
کے ثبوت میں ایک رسالہ "مسک العارف"
لکھا۔ حضرت حافظ صاحبؓ کا ایک قصیدہ
"دُر شان مسیح موعودؑ" اس میں شائع ہوا ہے
جس کے ۱۵۶ اشعار ہیں۔ اس کے چند اشعار
ملاحظہ ہوں۔ ؎

اے ہادیٔ با عزّ و شاں — اے مہدیٔ آخر زماں
اے باعثِ آرامِ جاں — اے دافعِ رنج و الم
شمس و قمر کا واقعہ — تھا جو کہ قولِ مصطفےٰؐ
وہ بھی تو پُورا ہو گیا — پھر کس طرح مانیں نہ ہم
وہ حامیٔ اسلام ہے — ان کا یہی اک کام ہے
مصروف صبح و شام ہے — اس کام میں وہ ذی حشم
کر ختم اب یہ داستاں — کیا تو ہے کیا تیرا بیاں
مختار روک اپنی زباں — مختار روک اپنا قلم

لاہور میں قیام کے دوران کوئی غیر احمدی
عالم آپ سے استفادہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن

عوام سے بہت ڈرتے تھے کہ کہیں مرزائی اور قادیانی مشہور نہ کر دیں۔ چنانچہ وہ کبھی رات کے اندھیرے میں کبھی علی الصبح آپ کے حضور میں حاضر ہوتے۔ آہستہ آہستہ جھجک دور ہوئی تو آزادانہ آنے لگے۔ اس پر حضرت حافظ صاحب نے یہ شعر فرمائے۔ ؎

نرالا مست ہوں واعظ بھی مشتاقانہ آتا ہے
کبھی چھپ چھپ کے آتا تھا اب آزادانہ آتا ہے
بڑی رنگینیاں ہیں یوں تو واعظ کی طبیعت میں
مگر منبر پہ آتا ہے تو معصومانہ آتا ہے
جواب لن ترانی اب نہ آ بیگانہ آتا تھا
تڑپنا جانتا ہوں۔ نعرۂ مستانہ آتا ہے
ہوا سے آب و دانہ میں جو اُڑتے ہیں تو اُڑنے دو
مرے لب تک تو خود اُڑ اُڑ کے آب و دانہ آتا ہے
نکل آیا ہے موقع آپ بیتی کیوں نہ کہہ ڈالوں
یہ فرمائش ہوئی ہے کیا۔ کوئی افسانہ آتا ہے

آپ کی سب سے نمایاں صفت تعلق باللہ تھی جس کا اظہار آپ کے روئیں روئیں سے ہوتا تھا۔ لیکن اس بلند مرتبہ کے باوجود۔ شاذ بہت شاذ کبھی، خود اس کا اظہار فرماتے۔ کبھی کوئی کشف۔ یا الہام یا خواب بیان کی ہو بہت کم۔ گو صاحب الہام و رؤیا و کشوف تھے۔ آپ کے تعلقِ باری کا اظہار ایک ذاتی واقعہ سے ہوتا ہے۔ جامعہ احمدیہ کے سالانہ امتحان ہو رہے تھے اور خاکسار بہت کثرت سے آپ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتا تھا۔ امتحان ختم ہوئے اور نتیجہ کا اعلان ہونے میں چند دن باقی تھے۔ ہم حضرت حافظ صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ میرے ساتھ ایک اور دوست بھی تھے۔ جو عموماً میرے ساتھ ہی جا کر دعا کی درخواست کرتے تھے۔ حضرت حافظ صاحبؓ سے میں نے ہی انہیں متعارف کرایا تھا اور حضرت حافظ صاحبؓ کی پُرکشش شخصیت نے ان صاحب پر ایسا اثر کیا تھا کہ جونہی فرصت کا وقت ملتا سیدھے حضرت حافظ صاحبؓ کے پاس پہنچتے اور جو خدمت ہوتی بخوشی انجام دیتے ہماری درخواست دعا پر حضرت حافظ صاحبؓ نے غیر معمولی طور پر فرمایا۔ "میاں، جاؤ اور خوش رہو۔ تم امتحان میں پاس ہو گئے ہو"۔ جب نتیجہ نکلا تو ایسا ہی ہوا۔ ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے کامیاب رہے تھے۔

میرے ایک اور عزیز دوست نے لندن میں حضرت حافظ صاحبؓ کے تعلق باری تعالیٰ کا ذکر کیا۔ کہنے لگے۔ میری والدہ حضرت حافظ صاحبؓ کے زیر تبلیغ تھیں۔ میں نے اپنے خاندان میں چھوٹی عمر میں ہی احمدیت قبول کر لی تھی۔ سارے خاندان نے شدید مخالفت کی۔ آہستہ آہستہ والدہ ماجدہ احمدیت میں دلچسپی لینے لگیں۔ اور حضرت حافظ صاحبؓ کے ہاں میرے ساتھ جاتیں اور اپنے استفسارات پیش کرتیں۔ اس بحث و

مباحثہ میں کئی مہینے صرف ہوئے۔ آخر ایک روز گھر میں والدہ نے مجھے بلایا۔ اور بیعت فارم پُر کر کے بند لفافہ میں ڈال کر مجھے دیدیا۔ اور کہا کہ حضرت حافظ صاحبؓ کو دے آؤ۔ مَیں حاضر ہؤا۔ اور لفافہ پیش کیا۔ آپ نے خاموشی سے لیکے سرہانے کے نیچے رکھ دیا۔ مَیں نے عرض کیا حضرت آپنے اسے کھول کر دیکھا نہیں کہ اس میں کیا ہے۔ فرمایا ہمیں معلوم ہے اس میں تمہاری والدہ کا بیعت فارم ہے۔ پھر فرمایا۔ میاں یاد رہے۔" اگر ہم پر بارش نہیں پڑتی تو پھوار تو ضرور پڑتی ہے۔" گویا آپ کو کشفاً یا الہاماً خدا تعالےٰ نے قبل از وقت اس سارے واقعہ کی خبر دے رکھی تھی۔

حضرت حافظ صاحبؓ کو خدا داد ملکہ تبلیغ حاصل تھا۔ اس بڑھاپے اور ضعیفی کی عمر میں جس والہیت۔ جذبہ و جوش اور دلسوزی سے تبلیغ فرماتے تھے اسے دیکھ کے رشک آتا تھا باوجود اس کے کہ جسم بہت کمزور اور نحیف تھا پھر بھی آپؓ کی آواز میں گرج۔ شوکت کشش جذب اور رعب امتیازی تھا جو آپ کے جوش تبلیغ کا آئینہ دار ہے۔ فرمایا کرتے تھے مخالف کی نفسیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ ورنہ تبلیغ فائدہ مند نہیں ہوتی۔ کئی دفعہ فرمایا۔ کہ زیر تبلیغ شخص میں تین باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ ۱۔ جرأت ۲۔ قوتِ موازنہ اور ۳۔ متلاشی حق ہونا۔ فرمایا اگر کسی شخص میں جرأت کا فقدان ہو۔ تو باوجود سچائی کا علم ہو جانے کے وہ اس سے محروم رہتا ہے۔ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کا خوف اظہارِ حق میں روک بن جاتا ہے۔ اسی طرح جس شخص کو قوتِ موازنہ حاصل نہ ہو۔ وہ اچھے اور بُرے نیک اور بد کی تمیز ہی نہیں کر سکتا۔ اور جسے حق کی تلاش ہی نہیں وہ کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اور بات کو سُنی اَن سُنی کر دیتا ہے۔ جب تک دل میں جستجو نہ ہو تبلیغ کا فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت حافظ صاحبؓ کی وہ محفلیں بہت ہی دلچسپ اور رنگین ہؤا کرتی تھیں جس میں کوئی زیر تبلیغ شخص بیٹھا ہو۔ بڑے بڑے مخالف آپ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے تھے۔ مخالفین کو تبلیغ کا ایک طریق یہ بھی تھا۔ کہ بڑے بڑے علماء کی کتب سے یہ ثابت کرتے تھے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ عمداً حضورؑ کی طرف جھوٹی باتیں وضع کر کے منسوب کی ہیں۔ اگر مخالف مولویوں کی دیانتداری کا یہ عالم ہے تو اُن کی تقلید سے انسان ہدایت حاصل کیونکر کر سکتا ہے مخالف کی کتاب زیر تبلیغ دوست کے ہاتھ میں پکڑاتے اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کے ہاتھ میں پکڑاتے اور خود زبانی حوالہ پڑھنا شروع کرتے اور ساتھ ساتھ پوچھتے کہ کیا یہ بات جو مخالف مولوی نے لکھی ہے حضورؑ کی کتاب میں موجود ہے۔ دونوں

کتب کا موازنہ زیر تبلیغ شخص کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ثابت ہوتا۔ اور اس طرح ایسے لوگوں کو حضور کی اصل تحریر پڑھنے کی طرف توجہ ہوتی۔

کئی بار فرمایا کہ اگر زیر تبلیغ شخص میرے پاس ایک دفعہ آنے کے بعد دوبارہ چلا آئے۔ تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ اب یہ احمدیت کی نعمت سے محروم نہیں رہے گا۔ اور ہم نے اس کا نظارہ بیسیوں دفعہ دیکھا ہے۔ کتنے ہی لوگ حضرت حافظ صاحبؓ کے ذریعہ حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔

تبلیغ کے بارے میں فرماتے کہ مخالف کو ہمیشہ مسکت جواب نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ مسکت جواب سے سلسلہ تبلیغ رک جاتا ہے۔ اسی طرح فرمایا۔ مناظرہ میں یہ کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ مخالف کے ایک ایک اعتراض کا جواب دیا جائے بلکہ اس کے موٹے اور ٹھوس اعتراضات کا مدلّل جواب دینا چاہیئے اس سے حاضرین زیادہ اثر لیتے ہیں۔

خلافت سے عشق اپنی انتہاء کو پہنچا ہوا تھا حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات پر نوجوانوں کو خلافت سے گہرا تعلق پیدا کرنے کی تلقین اس کثرت سے کی کہ ابتدائی چند ہفتوں میں انہیں اسی موضوع پر بولتے ہوئے پایا۔ خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق اور محبت کرنے کی نصیحت فرماتے۔

ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ہمیں تو انتخاب خلافت سے پہلے ہی علم تھا کہ کس نے خلیفہ بننا ہے۔ فرمایا انتخاب خلافت کے خصوصی اجلاس میں میرا بھی ایک ووٹ تھا۔ مَیں نے باسط کو بلایا (باسط مرحوم۔ حضرت حافظ صاحب کے عزیزوں میں سے تھے اور سالہا سال تک حضرت حافظ صاحبؓ کی خدمت کی سعادت حاصل کرتے رہے) اور کہا کہ جاؤ اور چوہدری اسد اللہ خانصاحب سے کہنا کہ جب وہ اپنا ووٹ دیں گے میرا ووٹ بھی انہی کو دیدیں۔ اس پر باسط صاحب نے عرض کی کہ وہ کسے ووٹ دینگے۔ فرمایا۔ مَیں نے ان کی طرف غور سے دیکھا اور کہا وہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو ووٹ دینگے۔ اور وہی خلیفہ بنیں گے۔ انتخاب خلافت سے قبل حضرت حافظ صاحب کا یہ ارشاد اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کو یہ علم خدا تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہُوا تھا۔ اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔

حضرت حافظ صاحبؓ علالت اور ضعف کی وجہ سے خود بیعتِ خلافتِ ثالثہ کے لئے حاضر نہ ہو سکتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث از راہِ شفقت آپ کے غریب خانہ پر تشریف لے گئے اور بیعت سے آپ کو سرفراز فرمایا۔

حضرت حافظ صاحبؓ کو خدا تعالےٰ نے بہت لمبی زندگی سے نوازا۔ متعدد لوگ دلچسپی رکھتے تھے کہ آپ کی عمر معلوم کریں۔ فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تشریف لائے۔ مَیں کسی کام میں مصروف تھا۔ غالباً خط وکتابت کا کام تھا

حضرت میاں صاحبؓ نے فرمایا۔ کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ آپ نے لکھتے لکھتے ہی جواب دیا۔ کہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ ایسا نہ ہو کہیں حضرت عزرائیلؑ کو ہماری عمر کا علم ہو جائے اور بلاوا آجائے۔ پھر فرمایا۔ کہ میاں صاحب! میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بہت چھوٹی عمر میں جبکہ آپ چند سال کے تھے قادیان میں کھیلتے دیکھا ہے۔

فرمایا ایک دفعہ حضرت خلیفہ ثانیؓ جبکہ بہت ہی چھوٹی عمر کے تھے اپنے گھر کے سامنے کھیل رہے تھے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ وہاں سے گزرے میں بھی ساتھ تھا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ پیار اور محبت سے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا۔ میاں آپ یہاں کھیل رہے ہو۔ آپ کے ابّا تو بہت محنت کرتے ہیں۔ اس پر حضرت خلیفۂ ثانیؓ نے فرمایا ہم بڑے ہو کر بہت کام کریں گے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا "تواڈے پیو دا وی ایہی خیال اے"۔

یعنی حضرت مسیح موعودؑ کا بھی یہی خیال ہے حضرت حافظ صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے پنجابی میں "پیو" (باپ) کے معنے نہ آتے تھے اس لئے مجھے کچھ سمجھ نہ آئی۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ "پیو" کسے کہتے ہیں۔ اس پر مجھے حقیقت کا علم ہوا

حضرت حافظ صاحبؓ نے اپنی عمر کے متعلق کسی کے سوال پر ایک معنی خیز شعر بھی فرمایا تھا جو حسب ذیل ہے ؎

"اس کا جواب پیرِ فلک ہی جو دے تو دے
کب سے ہوں کیا بتاؤں، چلا آرہا ہوں میں"

حضرت سیّدہ اُمّ مظفر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کی وفات پر

قراردادِ تعزیت

اراکین مجلس عاملہ وکارکنان خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو حضرت سیّدہ امّ مظفر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر دلی رنج اور صدمہ ہوا ہے۔ آپ کو قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی زوجہ مطہرہ ہونے کے باعث خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ میں شامل ہونے کا غیر معمولی فخر حاصل تھا۔

مرحومہ بے شمار ذاتی خوبیوں اور اوصافِ حمیدہ کی مالک تھیں آپ کے والد حضرت مولانا غلام حسن صاحبؓ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ۳۱۳ اصحاب میں سے تھے مرحومہ غرباء اور محتاجوں کا خیال رکھنے والی، حلیم اور ملنسار اور جماعتی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی بزرگ خاتون تھیں آپکی وفات ایک عظیم جماعتی نقصان ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپکی اولاد کا حافظ و ناصر ہو آمین۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

نوٹ:۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تعزیتی قرارداد کے علاوہ ادارہ کو مندرجہ ذیل مجالس خدام الاحمدیہ کی طرف سے بھی قراردادہائے تعزیت موصول ہوئی ہیں جنہیں جگہ کی تنگی کے باعث شائع نہیں کیا جا سکا۔
(۱) مجلس خدام الاحمدیہ کوپن ہیگن۔ (۲) مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر۔ (۳) مجلس خدام الاحمدیہ پشاور۔ (۴) مجلس خدام الاحمدیہ دنیاپور ۞ (ادارہ)

قسط دوم

قرآنی دعائیں

(انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کے حضور تضرع و ابتہال)

گذشتہ مضمون[1] میں اُن نو قرآنی دعاؤں کا بیان تھا جن سے قبل "قُل" کا لفظ استعمال کر کے ارشادِ باری ہے کہ اے مومنو! ان کا ورد ضرور کیا کرو۔ زیرِ نظر مضمون میں ان ساٹھ قرآنی دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہیں مختلف انبیاء علیہم السلام نے اپنے عذاوادِ مشن کی تکمیل اپنے روحانی درجات کی بلندی، مومنوں کے ایمان کی ترقی و استقامت بلکہ ساری دنیا کی ہدایت کے لئے نہایت تضرع و ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور کیں۔

چونکہ انبیاء علیہم السلام کے وجود باجود ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں اس لئے ان کی دعاؤں کو اپنے محل و موقع پر بکثرت پڑھتے رہنا چاہیئے۔ خاص طور پر اس لئے بھی کہ قرآن کریم نے ان کا خصوصی ذکر کیا ہے۔ نیز انبیاء علیہم السلام کی زندگی اور ان کی دعائیں دراصل خدا تعالیٰ کے خاص فضل، اس کی ہدایت اور اس کی توجۂ خاص کے نتیجہ میں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ۔

(الانعام۔۹۱)

ان (انبیاء) کو اللہ نے ہدایت دی تھی پس اُن کی ہدایت کی پیروی کر۔

خدا تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کو حضورِ قلب کے ساتھ بکثرت پڑھنے کی توفیق بخشے اور ان کے نتیجہ میں ہمیں قربِ الٰہی نصیب ہو، اسلام اور احمدیت کو ساری دنیا پر غلبہ ملے۔ اور امتِ محمدیہ بلکہ ساری دنیا خدائے واحد کی پرستار بن جائے۔ آمین

حضرت آدم علیہ السلام

۱۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا۔ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ○

(الاعراف۔۲۴)

اے ہمارے رب! ہم (دونوں) نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا۔ اور ہم پر

---

[1] مطبوعہ خالد ماہ اخاء ۱۳۴۸ھش

رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ کو شیطان نے نیکی کا واسطہ دے کر راہ حق سے پھسلانے کی کوشش کی۔ جس پر ان سے اجتہادی غلطی سرزد ہو گئی۔ لیکن جب انہوں نے نہایت عاجزانہ رنگ میں اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور بخشش اور رحم کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام

۲۔ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۙ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۙ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۚ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۭ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۚ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۚ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۚ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۔ (نوح ۔ ۶ تا ۲۱)

اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو رات کے وقت (بھی پکارا) اور دن کے وقت (بھی) پکارا۔ مگر میری تبلیغ کی وجہ سے وہ اور بھی دور بھاگنے لگے۔ اور میں نے جب کبھی ان کو تبلیغ کی تاکہ وہ مان لیں۔ اور تو ان کو معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں۔ اور اپنے کپڑے (اپنے سر کے گرد) لپیٹ لئے۔ اور انکار پر اصرار کیا۔ اور شدید تکبر سے کام لیا۔ پھر میں نے ان کو بلند آواز سے (یعنی تقریروں کے ذریعہ)

تبلیغ کی۔ پھر میں نے اُن کو ظاہر میں سمجھانے کے بعد اُن کو پوشیدہ تبلیغ کی اور میں نے اُن سے کہا۔ اپنے رب سے استغفار کرو۔ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ اگر تم توبہ کرو گے تو وہ برسنے والے بادل کو تمہاری طرف بھیجے گا۔ اور مالوں اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے لئے باغات اگائے گا۔ اور تمہارے لئے دریا چلائے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ سے حکمت کی امید نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس نے تم کو بہت ترقیات حاصل کرنے کی طاقت دے کر بھیجا ہے کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے کس طرح سے سات آسمان پیدا کئے ہیں۔ جو (قانون کے لحاظ سے) ایک دوسرے کے مطابق ہیں اور اس نے چاند کو ان (آسمانوں) میں نور کا ذریعہ بنایا ہے اور سورج کو آسمانوں میں ایک دیئے کی حیثیت میں بنایا ہے۔ اور اللہ نے زمین سے تم کو پیدا کیا اور نشوونما بخشی۔ پھر وہ تم کو لوٹا کر اسی میں لے جائے گا۔ اور تم کو اسی سے نکالے گا۔ اور اللہ نے زمین کو ہموار بنایا ہے تاکہ تم اس کے کھلے کھلے راستوں پر چلو۔

اس تفصیلی دُعا میں حضرت نوح علیہ السلام نے ذکر کیا ہے کہ اے خدا! میں نے اپنی قوم کی ہدایت کے لئے ہر ممکن طریق اختیار کیا ہے لیکن وہ ہدایت کو قبول نہیں کرتی۔

۳۔ رَبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا
مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ
وَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۚ وَمَكَرُوْا
مَكْرًا كُبَّارًا ۚ وَقَالُوْا
لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا
تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا
وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَ
نَسْرًا ۚ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ
وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا
ضَلٰلًا ۝ (نوح۔۲۲ تا ۲۵)

اے میرے ربّ! انہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور (میری بجائے) اس کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ جس کا مال اور اولاد اس کو روحانی گھاٹے میں بڑھاتا گیا۔ اور (میرے خلاف) انہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں۔ اور (اپنی قوم سے) کہتے رہے کہ تم اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا۔ نہ وَدّ کو چھوڑنا اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور (نہ) یعوق کو اور (نہ) نسر کو۔ اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اور (اے خدا!) ظالموں کو صرف ناکامی میں ہی بڑھائیو۔

یہ دُعا مندرجہ بالا دعا کے تسلسل میں ہے کہ کفارِ حق کے خلاف ہر ممکن تدبیر اختیار کر رہے ہیں۔ اس لئے اے خدا! ان کے منصوبوں کو ناکام بنائیو۔

۴۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ
مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝

إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا
عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا
فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِي
وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ
بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔ وَلَا تَزِدِ
الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ۝

(نوح - ۲۷ تا ۲۹)

اے میرے رب! زمین پر کافروں کا کوئی گھر باقی نہ رہے اگر تو ان کو اسی طرح چھوڑ دیگا۔ تو یہ تیرے (دوسرے) بندوں کو (بھی) گمراہ کرینگے اور وہ فاجر اور کفر کرنے والے کے سوا کوئی بچہ نہیں جنیں گے۔ اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہوتا ہے۔ بخش دے اور تمام مومن مردوں اور تمام مومن عورتوں کو (بھی) اور ظالموں کو صرف تباہی (اور ناکامی) ہی بڑھائیو۔

بالآخر حضرت نوح علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی کہ اے خدا! یہ کفار یا تو ہدایت پا جائیں۔ یا انہیں ہلاک کر دے۔ تاکہ یہ اپنی اولاد کو بھی گمراہ نہ کریں۔ اور اگر عذاب نازل ہو تو مومنوں کو بچائیو۔

۵۔ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝

(المؤمنون - ۲۷)

اے میرے رب! میری مدد کر۔ کیونکہ یہ لوگ مجھے جھٹلاتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی مخالفت اور دشمنی سے تنگ آکر اللہ تعالیٰ کو ان کے خلاف مدد کے لئے پکارا۔

۶۔ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ۝

(القمر - ۱۱)

مجھے دشمنوں نے مغلوب کر لیا ہے پس تو میرا بدلہ لے۔

کفار پر اتمام حجت ہونے کے باوجود انہوں نے حق قبول نہ کیا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حضور ان کی ناکامی اور ہلاکت کی دعا کی۔

۷۔ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝
فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا
وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ ۝ (الشعراء - ۱۱۸-۱۱۹)

اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس تو میرے اور ان کے درمیان ایک قطعی فیصلہ کر۔ اور مجھے اور میرے ساتھی مومنوں کو (دشمنوں کے شر اور عذاب الٰہی سے) بچا لے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے منکرین حق ہونے کے حصول اور عذاب الٰہی کے وقت مومنوں کی نجات کی دعا کی۔ (جاری)

(منصور احمد عمر)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام

(جناب فیض چنگوی صاحب سابق مدیر المصلح کراچی)

ہر طرف پھیلی ہوئی ہے گلفشانی آپ کی
اللہ اللہ جرأتِ حق ترجمانی آپ کی

سن کے دشنامِ عدو پھر بھی اسے دینی دعا
عالی ظرفی آپ کی، یہ نکتہ دانی آپ کی

"اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیْحُ جَآءَ الْمَسِیْحُ"
ہے شہادت یہ صدائے آسمانی آپ کی

چشمِ حق بیں جس کو حق نے دی اسی نے دیکھ لی
آپ کی روشن ضمیری حق بیانی آپ کی

منکروں کے قلبِ زنگ آلود میں گھر کر گئی
پُر معارف خوش کلامی، خوش بیانی آپ کی

اس قدر پاکیزگی ہے بے مثال و بے نظیر
شاہدِ صدق و صفا ساری جوانی آپ کی

اے چراغِ روشن از نورِ محمد مصطفےٰ
بے گماں خلقت ہے یکسر آسمانی آپ کی

ایک عالم مے سے تیری مست و بیخود ہو گیا
خوب ہے پیرِ مغاں حرزِ مغانی آپ کی

زندگی کا کوئی مقصد اور کیا باقی ہے جب
دو جہاں میں ہو میسر پاسبانی آپ کی

خادموں سے اپنے شیریں میٹھی میٹھی گفتگو
وہ مقدس سی شرابِ ارغوانی آپ کی

مصطفےٰ بھی مل گیا اس کو خدا بھی مل گیا
فیض جس کو ہو میسر شادمانی آپ کی

ماہِ امان (مارچ) کے چند تاریخی واقعات

○ ماہ امان (مارچ سنہ ۱۰ھ) میں کے حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری جانوں، تمہارے مالوں اور تمہاری عزت و آبرو کو ویسی حرمت بخشی ہے جیسی اس نے حج کے دن کو، حج کے مہینہ کو اور حج کے مقام مکہ معظمہ کو حرمت بخشی ہے۔

○ مارچ ۱۸۸۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے حکم پاکر مامور اور مجدد وقت ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے ساتھ مذاہب عالم کے مقتدر رہنماؤں کو الٰہی نشانوں کے تحت نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی۔ مگر اس میدان میں حضور کے مقابل پر کوئی نہ آیا۔

○ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آریہ سماج ہوشیار پور کے ایک ممتاز رکن ماسٹر مرلی دھر صاحب کے درمیان ہوشیار پور میں ایک مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ میں معجزہ کی حقیقت، قانونِ قدرت، حدوث روح و مادہ اور نجات کے مسائل پر بحث ہوئی جس میں اسلام کی افضلیت ثابت ہوئی اس بارے میں حضور نے "سرمہ چشم آریہ" کتاب بھی تصنیف فرمائی۔

○ ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر بیعت لینے کا آغاز فرمایا۔ پہلی بیعت حضرت مولانا نور الدین (خلیفۃ المسیح الاول) نے کی۔

○ ۳۰ مارچ ۱۸۹۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو چیلنج دیا کہ وہ چالیس دن تک آپ کے مقابل پر قرعہ اندازی سے قرآن کریم کی کسی سورۃ کی فصیح و بلیغ اور مقفٰی عربی زبان میں تفسیر لکھیں مگر وہ مقابل پر نہ آئے۔

○ ۲۰ مارچ ۱۸۹۴ء کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔

○ ۲ مارچ ۱۸۹۶ء کو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی پیدا ہوئیں۔

○ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو پنڈت لیکھرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق قتل ہوا۔

○ ۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فصیح و بلیغ عربی نظم و نثر میں "حجۃ اللہ" ایسی اعجازی تصنیف شروع کی۔ جو ۲۶ مئی ۱۸۹۷ء کو شائع ہوئی۔ اس کتاب میں شیعیت کے عقائد کا

رو ہے۔ حضور نے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اس کتاب سے بہتر فصیح و بلیغ کتاب لکھ دے تو آپ اپنی ساری کتب جلا دیں گے۔ اور اس کے ہاتھ پر اپنے دعاوی سے توبہ کر لیں گے۔ مگر کسی عالم کو اس چیلنج کے قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

۲۴ مارچ ۱۸۹۷ء کو حضور علیہ السلام نے "سراج منیر" تصنیف فرمائی۔ جس میں حضورؑ نے اپنی صداقت کے ۳۷ نشانات درج فرمائے۔

۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "سناتن دھرم" رسالہ تصنیف فرمایا۔ جس میں حضورؑ نے آریوں کے مسئلہ نیوگ کی خوب قلعی کھولی۔ اور سناتن دھرم کی تعریف فرمائی ہے۔ جو اس گندی رسم کو نہیں مانتے۔ اور پرمیشر کی بے حرمتی نہیں کرتے۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء منارۃ المسیح کا سنگِ بنیاد قادیان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھا۔

۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا میں یہ الفاظ لکھے ہوئے دکھائے گئے۔ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"۔ چنانچہ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو یہ پیشگوئی افغانی حکومت میں ایک زبردست انقلاب کی صورت میں پوری ہوئی۔

یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ کی ادارت میں رسالہ "تشحیذ الاذہان" جاری ہوا۔

۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو حضورؑ نے "چشمۂ مسیحی" کتاب تصنیف فرمائی۔ جس میں مسیحیوں کے باطل، بے بنیاد اور غیر فطرتی عقائد کے مقابلہ میں اسلام کی حسین اور فطرتی تعلیم پیش فرمائی ہے۔

۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء کو حضور نے "تجلیاتِ الٰہیہ" تصنیف فرمائی جس کی پہلی بار اشاعت ۲۹ جون ۱۹۲۲ء کو ہوئی۔ اس کتاب میں حضورؑ نے آئندہ ہونے والے پانچ زبردست زلازل (یا جنگوں) کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اپنے دعوئ نبوت کے دلائل دیئے ہیں۔

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا: "اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَۃً لَّکَ"۔ یعنی ہم تجھے تیرے ایک پوتے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس الہام کے مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہیں۔

۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق اشد ترین دشمنِ اسلام الیگزینڈر ڈوئی امریکہ میں مر گیا۔

یکم مارچ ۱۹۰۹ء کو مدرسہ احمدیہ کا اجراء ہوا۔

۵ مارچ ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے قادیان میں "مسجد نور" کی بنیاد رکھی۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

(باقی ص ۴۱ پر)

مدیر کی ڈاک

—(۱)—

اس ماہ کا رسالہ ملا۔ ماشاء اللہ بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ اور ترقی کی طرف قدم ہے گو رفتار ذرا سست ہے۔ خدا کرے کہ کاغذ اور طباعت کا معیار بھی کچھ اچھا ہو جائے۔

(مبارک احمد۔ قائد راولپنڈی ڈویژن)

—(۲)—

پہلی بار آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ اور پہلی دفعہ ہی "خالد" کے لئے مضمون لکھنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ خدا کرے کہ میرا یہ شوق رنگ لائے۔ اور میری تحریر میں اضافہ ہو۔ امید ہے کہ آپ میرے پہلے مضمون کو درست فرما کر خالد میں جگہ دینگے۔

(نیک محمد۔ ربوہ)

(ادارہ) آپ کا مضمون اسی شمارہ میں شامل ہے۔

—(۳)—

ماہِ تبلیغ ۱۳۴۹ ہش کا شمارہ موصول ہوا۔ پڑھ کر مسرت ہوئی۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارے رسالہ کا معیار پہلے کی نسبت بہتر ہو رہا ہے اس شمارہ میں "قلمی معاونت کی ضرورت ہے"۔ پڑھ کر دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ خالد کے لئے کچھ لکھا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پہلا مضمون بعنوان "ملازم و مالک کے باہمی تعلقات" لکھکر ارسال کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اسے پسند فرما کر شائع فرمائیں گے۔ (عبد العزیز ملک۔ ٹیکسلا)

(ادارہ) آپ کا مضمون باری پر شائع کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

—(۴)—

تازہ شمارہ میں میاں صاحب کا مضمون "اچھا سا نام" بہت عمدہ ہے۔ قومِ لوطؑ کے بارے میں صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے۔ "اس قبیح برائی کا آغاز اسی قوم سے ہوا"۔ تفسیر صغیر کے ترجمہ سے یوں ہی مستنبط ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے "سبقکم بھا" کے الفاظ پر حصر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "اس کثرت سے یہ برائی کبھی پہلے نہیں ہوئی"۔ مفتی احمد صادق صاحب کا مضمون اچھا ہے۔ لیکن انہیں حضرت مفتی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت والد صاحب یا قبلہ والد صاحب کے رنگ میں ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ موجودہ طریق سے اجنبیت کا احساس ہوتا ہے۔

(مرزا محمد شفیق شاہد۔ لیہ)

—(۵)—

ماہنامہ خالد کا تازہ شمارہ پڑھا۔ اس میں م۔ ا۔ ع صاحب کا مضمون بعنوان "اقوام القرآن" نہایت ہی معلومات افزا ہے۔ لیکن قوم نوحؑ کے بارے میں آخری جملے سے سارا مزہ

ہی جاتا رہا۔ اس جملے کے الفاظ یہ ہیں "بعد میں یہ جماعت دنیا میں پھیل گئی۔ اور نسلِ انسانی کا انتشار وقوع میں آیا۔"

حضرت نوحؑ کا معاملہ تو چند ہزار سال کا ہے۔ لیکن یہ دنیا اور حضرتِ انسان لاکھوں سال تو یقیناً ورنہ کروڑوں سال سے روئے زمین پر موجود ہے۔

(خواجہ سلطان محمود ــــ ربنالہ خورد)

(ادارہ) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"نوحؑ دورِ تہذیب کے انسانِ اوّل ہیں۔ ان کی اور ان کے ساتھیوں کی اولاد طوفان کے بعد مختلف ممالک میں پھیل گئی اور اپنی اعلیٰ تہذیب اور بہتر تمدّن کی وجہ سے اصل باشندوں پر غالب آکر یا تو وہی باقی رہ گئی یا پھر ان کو اس نے ایسا مرعوب کر لیا۔ کہ انہوں نے بھی نوحؑ کی امت کی تہذیب کو اختیار کر لیا۔"

(تفسیر کبیر سورۃ ہود ص۲۰۲)

اس اقتباس کی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ حضرت نوحؑ اور آپ کی جماعت کے ذریعہ ہی نسلِ انسانی کا انتشار وقوع میں آیا۔

دراصل یہ دَور جس میں سے ہم گذر رہے ہیں سات ہزار سالہ ہے اس متمدن دَور کا آغاز قرآن کریم میں مذکور نبی حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ اس قسم کے ادوار کا سلسلہ دنیا میں جاری ہے، اور کئی ادوار گذر چکے ہیں ہر دَور کا آغاز ایک آدم سے ہوتا ہے۔ [1]

حضرت آدم علیہ السلام سے تمدن کا آغاز ہوا تھا۔ مگر حقیقی رنگ میں حضرت نوح علیہ السلام دورِ تہذیب کے بانی اور انسانِ اوّل ہیں۔

مرکزی لائبریری اور ہیلتھ کلب کا قیام

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام کی علمی ترقی اور جسمانی صحت کیلئے مرکزی طور پر ایک لائبریری، ہیلتھ کلب اور بیڈمنٹن کلب کا اجراء کیا ہے بعض خدام ان سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں لیکن ربوہ کے خدام کو خاص طور پر ان سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونا چاہیئے۔

لائبریری ایوانِ محمود سے ملحق ہے۔ اور بیڈمنٹن کھیلنے کا انتظام ایوانِ محمود میں کیا گیا ہے ہیلتھ کلب کے تحت ویٹ لفٹنگ وغیرہ کا بھی انتظام ہے۔ کھیلوں کے لئے عصر تا مغرب اور لائبریری کے لئے مغرب تا عشاء کے اوقات مقرر ہیں۔ لائبریری اور کھیلوں کا انتظام محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی خاص توجہ اور نگرانی میں ہوتا ہے۔

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن و حدیث کی رُو سے لیکچر لاہور میں یہی بیان فرمایا ہے۔

مجھے آپ کی تلاش ہے

۱۔ کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں۔ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں۔

۲۔ کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں۔ آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سناسکے تو آپ اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

۳۔ کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں۔ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں۔ سارا سارا دن پھر سکتے ہیں۔ اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں۔

۴۔ کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں جس کے معنے ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھے رہنا۔ (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا۔ (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا۔

۵۔ کیا آپ سفر کر سکتے ہیں۔ اکیلے اپنا بوجھ اٹھا کر بغیر اسکے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں ناواقفوں اور ناآشناؤں میں؟ دنوں ہفتوں اور مہینوں؟

۶۔ کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتے ہیں۔ وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتے۔ وہ پہاڑوں کو کاٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔

۷۔ کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں۔ اور آپ کہیں ہاں۔ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ اپنی سنجیدگی قائم رکھیں لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا ہم تجھے ماریں گے۔ اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اس کی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوا لیں۔ کیونکہ آپ سچے ہیں۔

۸۔ آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو آپ اپنا قصور سمجھتے ہوں آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا۔ اس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہاں۔ خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں اپنے شہر میں اپنے محلہ میں۔ اپنے گھر میں۔ اپنے دل میں کہ اسلام کا درخت مرجھا رہا ہے اسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہو گا۔

مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

کامیابی کے راز

(مکرم جواد رشید خاں صاحب۔ لائل پور)

عموماً دس میں سے نو آدمی آپ کو ایسے ملیں گے۔ جن کی عمریں نصف سے زیادہ بغیر کسی ترقی کے گزری ہوں۔ اگر ان سے اس کا سبب پوچھا جائے تو وہ صرف یہ کہیں گے کہ "ہمارے سامنے کوئی عمدہ موقع پیش نہیں آیا۔ واقعات ہمیشہ ہمارے خلاف رہے ہیں۔ دوسرے لوگوں کی طرح نہ ہماری کسی مدرسے میں تعلیم ہوئی ہے اور نہ ان کی طرح کام کرنے کا موقع پیش آیا ہے۔"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان کو جوانی یا جوانی کے بعد کوئی نہ کوئی کام کرنے کا موقع ضرور پیش آتا ہے اور ہر کام جو مستعدی اور کشادہ دلی سے کیا جاتا ہے۔ اور اسے ممکن سے ممکن عجلت کے ساتھ انجام دینے کی فکر کی بجائے اسی میں آگے بڑھنے کے بہترین مواقع پوشیدہ ہوتے ہیں کسی محکمہ کے مالک کو بحیثیت نوکر کے گستاخانہ جواب دینا اور اپنے کاموں میں غفلت و بے پرائی برتنا۔ آنے والی خوشیوں اور کامیابیوں کا استیصال کر دیتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے فرض کو نہیں سمجھتے وہ جو کام بھی کرتے ہیں۔ بد دلی کی وجہ سے اسے خراب کر دیتے ہیں۔ انہیں شروع شروع میں یہ غلطیاں بہت خفیف معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن یہی نقائص بعد میں کامیابیوں کے راستہ میں دیواریں کر حائل ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ کبھی غور نہیں کرتے کہ ان کے بزدلانہ اطوار ان کی غفلت اور کم ہمتی خود ان کی کامیابیوں کے لئے سدِّ راہ ہوگی۔ وہ کبھی اپنی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکینگے جوانی کو حقیر و ناچیز سمجھ کر انسان زیادہ سے زیادہ چپڑاسی یا کلرک یا کاشتکار ہی بن سکتا ہے جس کے بعد زندگی کے ان نقائص کو دور کرنا اس کے امکان سے باہر ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس قابل بھی نہیں رہتا کہ اپنی مقررہ قلیل آمدنی کے اسباب پر غور کر سکے۔ ہزاروں آدمی بظاہر کسی عمدہ موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ لیکن جب انہیں کوئی ایسا موقع میسر آجاتا ہے تو اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھاتے۔

اس امر کی کبھی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ ہمارے آباؤ اجداد کیا تھے۔ اور ہم نے باقاعدہ کسی سکول یا کالج سے کوئی سند حاصل کی ہے یا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کریں اور اپنے وجود کو پہچانیں جو اس کی عظیم صنعت ہے۔ وہ امداد جو ہمیں دوسروں سے مل رہی ہے اس پر

کبھی مطمئن نہ ہوں بلکہ اس پر ہم فخر کریں کہ ہم اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں۔ اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کی عادت غیر محسوس طور پر انسانی طاقتوں کی نشوونما کرتی ہے۔ کیونکہ دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرنا اپنے آپ کو تباہی میں ڈالنا ہے۔ یہ ہرگز قابلِ عذر بات نہیں کہ ہم نے کس قدر ناز و نعم میں پرورش پائی۔ یا ہماری سوسائٹی کس قدر وسیع ہے۔ ان باتوں کے باوجود اگر ہم میں ذاتی اعتماد نہیں ہے۔ تو ہم کامیاب زندگی بسر نہیں کر سکتے۔

یاد رکھیں کہ ایک مستقل مزاج نوجوان کی کامیابی کے راستے میں دُنیا کی کوئی طاقت سدِّ راہ نہیں ہو سکتی۔ خواہ اسے کتنی ہی تنگ، مشکل اور مفلسی کی حالت میں رکھا جائے یا اسے تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ہی کیوں نہ محبوس کر دیا جائے۔

ہمیں اس امر کا بھی خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ ہم ایک جھونپڑی میں پیدا ہوتے ہیں یا ایک محل میں بلکہ میدانِ ترقی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اپنی قسمت یا موقع کا کبھی انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمارے دلوں میں کام شروع کرنے سے قبل عمدہ اوزاروں کی ضرورت کا خیال بھی نہیں آنا چاہیئے۔ کیونکہ جو لوگ اپنی زندگی میں بڑے بڑے کام کر چکے ہیں، وہ کسی اوزار یا سرمائے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔

جتنے بھی بڑے لوگ دیکھے جائیں۔ اُن کی سوانح عمری سے معلوم ہوگا۔ کہ ان میں سے ۹۹ فیصد غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے محنت اور جد و جہد کو اپنایا۔ مستقل مزاجی کو اختیار کیا۔ جس سے وہ دنیا میں بڑے انسان بنے۔ دُنیا میں بڑا آدمی بننے کے لئے دولت اور امیر دوستوں کی قطعاً ضرورت نہیں۔ عظمت خود انسان میں موجود ہے وہ سنہرے اتفاقات جن کی ہمیں تلاش ہے وہ خود ہم میں موجود ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم کوشش کریں۔ عمل کریں۔ اور خدائے حیّ و قیوم سے نصرت طلب کریں۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر کبھی نہ بھولیں ؎

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

ایک ضروری تصحیح

گزشتہ شمارہ کے صفحہ ۱۰ پر "علمِ انعامی حاصل کرنے والی مجالس" کے ضمن میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی نے ۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۹-۶۰ء میں علمِ انعامی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ دراصل اس مجلس نے ۱۹۵۸-۵۹ء میں بھی علمِ انعامی حاصل کیا تھا۔ جس کا ذکر رہ گیا تھا۔ قارئین خالد نوٹ فرما لیں:

(ادارہ)

نہ گھبراؤ کبھی بارِ گراں سے

(مکرم فضل داد صاحب فضلؔ ۔ محمود آباد)

امیدیں ہم نہیں رکھتے بتاں سے
تعلق ہے خدائے دو جہاں سے

ستاؤ نہ ہمیں کیونکہ ہماری
نکلتی ہے دعا دل کی زباں سے

ملے نہ گوہرِ مقصود جب تک
اٹھاتے ہم نہیں سر آستاں سے

عزیزانِ جماعت تم زمیں کے
فلک پر بڑھ کے چمکو کہکشاں سے

اگر چاہو کہ اصلاحِ نفس ہو
نہ گھبراؤ کبھی بارِ گراں سے

غمِ دوراں کو دل میں نہ جگہ دو
نظر آؤ ہمیشہ شادماں سے

کسی سے کیا چھپائیں ہے ہمارا
عیاں سوزِ نہاں طرزِ بیاں سے

فضلؔ سر رکھ کے سجدے میں کہو یوں
خدا محفوظ رکھے دشمناں سے

اشاعتِ اسلام کے بارے میں ایک مسلمان "رہنما" کا نظریہ

خالد کے گذشتہ شمارہ میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا مضمون بعنوان "اچھا سا نام" شائع ہوا تھا۔ اسی کے تسلسل میں یہ مضمون قارئینِ خالد کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ مضمون محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی کتاب "مذہب کے نام پر خون" کے بعض اقتباسات پر مشتمل ہے۔ (ادارہ)

ظلم کی حد یہ ہے کہ بعض مسلمان "رہنما" جبر و تشدد کے نظریہ کو صرف اپنے تک ہی محدود نہیں رکھتے بلکہ ہمارے پاک آقا کو بھی اس میں ملوث کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُس کے دین اور اور اُس کی قوتِ قدسیہ کو بھی اپنے کھوکھلے دلائل اور کرم خوردہ قوتوں کی طرح ایسا کمزور جانتے ہیں کہ گویا اگر تلوار اس کے قبضۂ قدرت میں نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی وہ عظیم روحانی تبدیلی پیدا نہ کرسکتا جو عرب سے پھوٹنے والے اس روحانیت کے سرچشمہ نے چند سالوں میں کرکے دکھادی تھی ان کے نزدیک اس مظلوم نبیؐ کی دفاعی جنگیں محض اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے ایک جارحانہ اقدام تھا اور اس کی مکی زندگی کا دور محض ایک ناطاقتی کی دلیل تھی۔ چنانچہ جماعتِ اسلامی کے امیر مولانا مودودی نہایت واشگاف الفاظ میں رقمطراز ہیں:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۱۳ برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے وعظ و تلقین کا جو مؤثر سے مؤثر انداز ہوسکتا تھا اسے اختیار کیا۔ مضبوط دلائل دیئے، واضح حجتیں پیش کیں، فصاحت و بلاغت اور زورِ خطابت سے لوں کو گرمایا۔ اللہ کی جانب سے محیر العقول معجزے دکھائے۔ اپنے اخلاق اور پاک زندگی سے نیکی کا بہترین نمونہ پیش کیا اور کوئی ذریعہ ایسا نہ چھوڑا جو حق کے اظہار و اثبات کے لئے مفید ہوسکتا تھا۔ لیکن آپکی قوم نے آفتاب کی طرح آپ کی صداقت کے روشن ہوجانے کے باوجود آپ کی دعوت قبول کرنے

سے انکار کردیا ....

....

.....لیکن جب وعظ وتلقین کی ناکامی
کے بعد داعیٔ اسلام نے ہاتھ میں
تلوار لی .... تو دلوں
سے رفتہ رفتہ بدی وشرارت کا زنگ
چھوٹنے لگا۔ طبیعتوں سے فاسد مادے
خود بخود نکل گئے۔ روحوں کی کثافتیں
دور ہو گئیں اور صرف یہی نہیں کہ
آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نور
صاف عیاں ہو گیا بلکہ گردنوں میں
وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت بھی
باقی نہیں رہی جو ظہورِ حق کے بعد
انسان کو اس کے آگے جھکنے سے
باز رکھتی ہے۔

عرب کی طرح دوسرے ممالک
نے بھی جو اسلام کو اس سرعت سے
قبول کیا کہ ایک صدی کے اندر
چوتھائی دنیا مسلمان ہو گئی۔ تو
اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اسلام کی
تلوار نے ان پردوں کو چاک کر دیا
جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔"

(الجہاد فی الاسلام صفحہ ۱۳۷-۱۳۸)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ - یعنی وہ
گندہ اور سخت بہیمانہ الزام جو اسلام کے اشد ترین
متعصب دشمنوں کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی پاک ذات پر لگایا جاتا تھا۔ جسے
یورپ کے یاوہ گو مستشرقین گذشتہ صدی تک
عیسائی دنیا پر اچھالتے رہے۔ اور اسلام سے
دلوں کو متنفر کرتے رہے۔ وہ آج خود ایک
مسلمان "راہنما" کی طرف سے اس مقدس رسولؐ کی
پاک ذات پر لگایا جا رہا ہے ایک ایسے راہنما
کی طرف سے جسے "مزاج شناس رسولؐ" ہونے
کا دعوٰی ہے۔ گو الفاظ کو میٹھا بنانے کی کوشش
کی گئی ہے۔ گو تلوار کی اس مزعومہ فتح کو پرشوکت
بنا کر دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر گولی
وہی کڑوی اور ناپاک اور زہریلی گولی ہے۔
جو اسلام کے دشمنوں کی طرف سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینکی جاتی تھی یہ
وہی پتھر ہے جو اس سے پہلے جارج سیل اور
سمتھ اور ڈوزی نے آنحضرتؐ پر پھینکا تھا اور
وہی الزام ہے جو مسٹر گاندھی نے آنحضورؐ پر
اس وقت لگایا تھا جب وہ اسلام کی تعلیم سے
ابھی پوری طرح آشنا نہیں تھے۔ اور محض دشمنانِ
اسلام کی کہی ہوئی باتوں کو سن کر یہ تأثر قائم
کر لیا تھا۔ چنانچہ مسٹر گاندھی کے الفاظ ہیں:-

"اسلام ایسے ماحول میں پیدا ہوا
جس کی فیصلہ کن طاقت پہلے بھی
تلوار تھی اور آج بھی تلوار ہے۔"

اور ڈوزی کہتا ہے کہ:-

"محمد کے جرنیل ایک ہاتھ میں تلوار
اور دوسرے میں قرآن لے کر تلقین
کرتے تھے۔"

اور سمتھ کا دعویٰ ہے کہ جرنیلوں کا کیا سوال خود

"آپؐ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے
میں قرآن لے کر مختلف اقوام
کے پاس جاتے ہیں۔"

اور جارج سیل یہ فیصلہ دیتا ہے کہ:۔

"جب آپؐ کی جمعیت بڑھ گئی تو آپؐ
نے دعویٰ کیا کہ مجھے ان پر حملہ
کرنے اور بزورِ شمشیر بت پرستی
مٹا کر دینِ حق قائم کرنے کی اجازت
منجانب اللہ مل گئی ہے۔"

ان سب دشمنانِ اسلام کی آوازوں کو سنیئے۔ اور پھر مولانا مودودی کی مندرجہ بالا عبارت کا مطالعہ کیجیئے۔ کیا یہ بعینہٖ وہی الزام نہیں جو اس سے پہلے بیسیوں دشمنانِ اسلام نے رسولِ معصومؐ کی ذات پر لگایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک اور اس سے بھی زیادہ آپؐ کی قوتِ قدسیہ پر حملہ کرنے والا۔ آپ دشمنانِ اسلام کی عبارتیں پڑھ کر دیکھ لیجیئے۔ کہیں بھی آپ کو آنحضرتؐ کی قوتِ قدسیہ کی مزعومہ کمزوری اور معجزات کی ناطاقتی کا ایسا ہولناک نقشہ نظر نہیں آئے گا جیسا مولانا مودودی کے الفاظ میں یعنی آپؐ کی مسلسل تیرہ سال کی دعوتِ اسلام تو دلوں کو تسخیر کرنے سے قاصر رہی مگر تلوار اور جبروت نے دلوں کو فتح کر لیا۔ وعظ و تلقین کے مؤثر سے مؤثر انداز تو صحرائی ہواؤں کی نذر ہو گئے۔ مگر نیزوں کی انی نے دلوں کی گہرائیوں تک اسلام پہنچا دیا۔ آپؐ کے "مضبوط دلائل" تو عقلِ انسانی میں جا گزیں نہ ہو سکے مگر گرزوں کی مار خودوں کو توڑ کر ان کی عقلوں کو قائل کر گئی۔ واضح بحثیں ان کی قوتِ استدلال کو متأثر نہ کر سکیں۔ مگر گھوڑوں کی ٹاپوں نے ان کو اسلام کی صداقتوں کے تمام راز سمجھا دیئے فصاحت بلاغت بے کار گئی۔ اور زورِ خطابت دلوں کو اس درجہ گرما نہ سکا کہ اسلام کا نور ان کے دلوں میں چمک اٹھتا۔ حتیٰ کہ خود عرش کے خدا کی طرف سے ظاہر ہونے والے محیّر العقول معجزے بری طرح خائب و خاسر رہے اور ایک ادنیٰ سی پاک تبدیلی بھی پیدا نہ کر سکے لیکن ...... "جب داعیٔ اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی ...."

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ کس قدر مضحکہ خیز ہے یہ تصور اور کیسے تحقیر آمیز الفاظ ہیں کہ جن کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ کہ یہ ایک "اسلامی راہنما" کے قلم سے نکلے ہیں جو رسولؐ کی محبت کا دعویدار ہے۔

(باقی)

مرکزی لائبریری میں علمی مجالس کا انعقاد

خدام میں علمی ذوق بڑھانے کی خاطر محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ہدایت کی تعمیل میں مرکز میں علمی مجالس کے انعقاد کا انتظام کیا گیا ہے۔ سر دست یہ کام محترم صدر صاحب نے مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سپرد فرمایا ہے۔

اس سلسلے میں پہلی مجلس ۸ تبلیغ ۱۳۴۹ ہش کو بعد نماز مغرب مرکزی لائبریری خدام الاحمدیہ میں محترم صدر صاحب مجلس کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس میں قریباً ۵۰ خدام شامل ہوئے (یہ امر قابلِ ذکر ہے ان علمی مجالس میں صرف خاص دلچسپی رکھنے والے علم دوست اصحاب کو ہی شرکت کی دعوت دی جاتی ہے)

قرآن کریم کی تلاوت کے بعد مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب نے مختصراً اس مجلس کے قیام کی غرض و غایت بیان کی بعدہٗ آج کے مقرر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے "اشتراکیت کا فلسفہ اور اندرونی تضاد" کے موضوع پر عالمانہ رنگ میں خطاب فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ اشتراکیت کا فلسفہ تو یہ ہے کہ صرف انسان کی محنت ہی اسے کسی اجر کا حقدار بناتی ہے لیکن دوسری طرف اسکی عملی شکل میں اجر کی بنیاد اسکی استعدادوں پر رکھی جاتی ہے۔ ایک دلچسپ سلسلۂ سوال و جواب اور محترم صدر صاحب کے مختصر خطاب کے بعد یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی ؛؛

کمرشل انسٹی ٹیوٹ کا اجراء

اہالیانِ ربوہ اور بیرونی مجالس کے لئے یہ خبر خوشی کا باعث ہوگی کہ شعبہ صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام ایک کمرشل انسٹی ٹیوٹ کا اجرا کیا گیا ہے۔ اس ادارے میں یکم تبلیغ (فروری) سے باقاعدہ کلاسیں جاری ہیں سر دست دو مضامین شارٹ ہینڈ اور ٹائپ (انگریزی) پڑھائے جاتے ہیں۔ اور اس وقت تک ۲۶ طلباء اس میں داخل ہو چکے ہیں۔ ۸ تبلیغ ۱۳۴۹ ہش کو محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے دعا کے ساتھ اس انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح فرمایا تھا۔

اہالیانِ ربوہ کے لئے خاص طور پر یہ ایک نادر موقع ہے کہ وہ انسٹی ٹیوٹ میں داخل ہوں اور شارٹ ہینڈ اور ٹائپ سیکھ کر اپنے مستقبل کو سنواریں بیرونی مجالس کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اس میں دلچسپی لیں شارٹ ہینڈ کے لئے دس ماہ مقرر کئے گئے ہیں جبکہ ٹائپ صرف تین ماہ میں سکھائی جاتی ہے۔ ٹائپ و شارٹ ہینڈ میں داخلہ فیس ایک روپیہ کے علاوہ پندرہ روپے ماہانہ لئے جاتے ہیں اور صرف ٹائپ کے لئے پانچ روپے فیس مقرر ہے

اس انسٹی ٹیوٹ کے نگران مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب مہتمم صنعت و تجارت ہیں۔ اور مکرم سعادت احمد صاحب ڈی کام بطور انسٹرکٹر خدمات بجا لا رہے ہیں ؛؛

ریشم کا کیڑا

مکرم رانا اعجاز احمد صاحب المحمود۔ لائلپور

ریشم کے کیڑے کا نام BOMBYX MORI ہے۔ اس کا اصل وطن مغربی بنگال اور مشرقی پاکستان ہے ویسے لوگ اسے چین کا باسی بھی بتاتے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق اس کیڑے سے ہماری دوستی دو ہزار سال قبل قدیم چین میں شاہی محل کے ایک باغ میں ہوئی جب کہ ملکہ "سی لنگ چی" نے باغ میں چہل قدمی کے دوران یہ دیکھا کہ شہتوت کی پتیوں سے بہت سی ننھی ننھی ریشمی تھیلیاں چپکی ہوئی ہیں۔ اور ایک نازک شاخ پر یہ حشرہ بیٹھا اپنے گرد ریشمی دھاگہ لپیٹنے میں مصروف ہے۔ ملکہ حیرت سے اسے دیکھتی رہی اور یوں اس نے ریشم کا راز پا لیا۔ ملکہ نے ریشمی تھیلیاں جمع کیں اور بڑی کاوش سے ریشمی دھاگہ کھول کر لکڑی پر لپیٹ لیا اس طرح ابتداءً چین میں ریشم کی صنعت کی بنیاد پڑی۔ ریشم کا "راز" عرصہ دراز تک چین کی حکومت کی سخت پابندیوں کے باعث حدودِ چین تک ہی رہا۔ جب استنبول کے بادشاہ کانسٹی ٹوپل نے دو سادھوؤں کے ذریعے اس راز کو چرایا تب یہ مغربی ملکوں میں پہنچا۔ کہتے ہیں کہ جاپان اور ہندوستان میں یہ راز ان دوشیزاؤں اور شہزادیوں کے ذریعہ پہنچا جنہوں نے ان ممالک میں شادیاں کیں۔ اور ریشم کے کیڑے کے تو تون کسی طرح چھپا کر اپنے ساتھ لیتی آئیں۔

ریشم کا بالغ کیڑا دودھیا رنگ کا ایک موتھ ہے۔ نر اور مادہ دو تین دن زندہ رہتے ہیں۔ اپنی چار روزہ زندگی میں مادہ تین چار سو ننھے، زرد، ریشمی انڈے دیتی ہے اور انہیں شہتوت کے پتوں پر چپکا کر راہیِ ملکِ عدم ہوتی ہے۔ انڈوں سے ننھے منھے سرفے جنہیں کملا کہتے ہیں نکل کر شہتوت کی نرم نرم پتیوں کو خوب جی بھر کر کھاتے ہیں اور اپنی زندگی میں تین چار بار اپنا چولہ بدلتے ہیں۔ آخری بار چولہ بدلنے کی بجائے سرفہ اپنے گرد کوئی ایک ہزار فٹ ریشمی دھاگے کا خوبصورت گھر وندہ بناتا ہے جسے تو تون کہتے ہیں۔ ریشم کا دھاگہ دراصل ایک مائع ہے جو سرفے کے جسم میں موجود ریشمی غدود سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ مائع زیریں پر موجود ایک مہین سوراخ کے ذریعے نکلتا ہے۔ اور ہوا لگتے ہی خشک ہو کر دھاگہ بن جاتا ہے۔

ہزاروں بلکہ لاکھوں تو تونوں کو اُبلتے

پانی میں ڈال کر یا بھاپ کے ذریعے اس کے اندر موجود سرفے کو مار ڈالتے ہیں اور مشینوں کے ذریعے اس کے دھاگے کو لپیٹ لیتے ہیں۔

غرض ۲۵۰۰۰ حشرے فنا ہو کر ایک پونڈ ریشم فراہم کرتے ہیں۔ اگر سارے سرفوں کو مار ڈالا جائے اور ان کے کوکونوں سے ریشم اتار لیا جائے تو آئندہ ریشم کا حصول ممکن نہ رہے۔ لہذا کچھ کوکون بطور "بیج" علیحدہ کر لئے جاتے ہیں۔ اور ہر بیج سے ایک دودھیا موتھ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

ریشم کی صنعت کو سلیہ پروری (SERICULTURE) کہتے ہیں یہ ریشم کے کیڑے کی مرہون منت ہے۔ آجکل چین اور جاپان اس صنعت کے بڑے مرکز ہیں۔ اس کے علاوہ اٹلی، سپین، فرانس اور ہندوستان وغیرہ میں بھی اس کی صنعت قائم ہے۔ مشرقی پاکستان کے شہر راج شاہی میں اس کیڑے کی پرداخت اور ریشم کے حصول کا مرکز قائم ہے۔ مغربی پاکستان کے بعض علاقوں میں بھی اس کی صنعت قائم ہے۔ لیکن ہماری ریشم کی صنعت ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک اور پاکستان میں بھی گھریلو صنعت کے طور پر کسان ریشم کے کیڑوں کو پالتے ہیں۔ دنیا میں ریشم کی پیداوار تقریباً ۷ء۸ کروڑ پونڈ سالانہ ہے۔ جس کی قیمت کا اندازہ ستر، اسی کروڑ روپیہ ہے ؂

جسم انسانی کے متعلق دلچسپ معلومات

- انسانی جسم میں ۲۰ لاکھ مسام ہیں جن سے روزانہ پسینے کا اخراج ۱/۲ ۱ چھٹانک ہے۔
- انسانی دل ایک منٹ میں تقریباً ۷۲ دفعہ دھڑکتا ہے۔
- انسانی خون میں تقریباً ۲۵۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ سرخ ذرات ہیں جنکو اگر پھیلایا جائے تو وہ ۲۲۰۰۰ مربع گز رقبہ گھیر لیں گے۔
- ایک اوسط انسانی جسم میں تقریباً ۱۴ پونڈ اور دس اونس خون ہوتا ہے۔
- خون کے ایک قطرے میں ۵۰۰۰۰۰۰ جراثیم ہوتے ہیں۔
- محسوس کرنیوالے اعصاب کی رفتار ۱۴۲ فٹ فی سیکنڈ ہوتی ہے۔
- انسانی جسم میں کل ۱۵۲۰ اعصاب ہوتے ہیں
- ریشے کی موٹائی ۱/۱۶ انچ ہوتی ہے۔
- انسانی جسم میں کل ۳۰۰۰۰۰۰۰۰ ریشے ہوتے ہیں
- انسانی جسم میں ۵۹ فیصدی پانی ہوتا ہے۔
- ستر سال میں دل نے تقریباً ۳۰ لاکھ من خون رگوں میں پھینکا ہوگا۔ اور تقریباً ۲۹۰۰۰۰۰۰۰ مرتبہ دھڑکا ہوگا ؂ (امۃ الجمیل ناصرہ - شورکوٹ)

ماضی، حال اور مستقبل

(مکرم لطیف احمد صاحب جاوید - ربوہ)

ہر صاحب عقل اس بات سے بخوبی واقف ہے، کہ انسانی زندگی کے تین دور ہوتے ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل۔ ماضی سے مراد وہ وقت ہے۔ جو گذر گیا۔ حال جو گذر رہا ہے اور مستقبل جو آنے والا ہے۔

ماضی اور مستقبل کی مثال ایک تیز رفتار دھارے کی سی ہے جس کا رُخ بدلنے میں حال ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اور مستقبل ایک حسین خواب ہے جو ہر انسان کو خوش فہمیوں میں مبتلا کر دیتا ہے دنیا کے اہم واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ جہاں ایک قوم ماضی میں محکوم تھی۔ اور مصائب کے تھپیڑے کھا رہی تھی۔ حال میں کوشاں رہی چنانچہ مستقبل نے دیکھا کہ نہ صرف وہ قوم محکومیت سے نجات پا گئی بلکہ دوسری اقوام بھی اس کی محکوم نظر آنے لگیں یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ اس قوم نے اپنے ماضی کو افسانہ نہیں بننے دیا۔ بلکہ اس حقیقت سے اس نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور آخر کار مستقبل میں اس گوہر کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی جس کے لئے اس نے مصائب کے پہاڑوں سے ٹکر لی۔ اور حوادث کی آندھیوں میں اس کے قدم متزلزل نہ ہونے پائے۔

مستقبل کی اہمیت سے انکار تو نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن مستقبل کے حسین خوابوں میں کھو کر ماضی کو بھول جانا اور بے عمل زندگی بسر کرنا۔ نہ صرف ان قوموں کے لئے بلکہ آئندہ نسلوں کیلئے بھی خطرناک ثابت ہوتا ہے اس لئے مستقبل پر تکیہ کرنے والو! اٹھو اور حالات کا جائزہ لو۔ نرم نرم بستر پر لیٹ کر حسین خواب دیکھنے والو! دیکھو کہ تمہارے ارد گرد کس قدر مصائب ہیں۔ بھول جاؤ کہ تم ان مصائب سے ان تیز و تند ہواؤں سے ٹکرائے بغیر کامیاب ہو جاؤ گے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ آج تمہیں حقائق کا مقابلہ کرنا ہے اس لئے مستقبل کے خوابوں کو بھول جاؤ۔ اور جو کرنا ہے ابھی کرو۔

تُو انقلاب کی آمد کا انتظار نہ کر
جو ہو سکے تو ابھی انقلاب پیدا کر

اے مستقبل کے پرستارو! ذرا اپنے ماضی میں جھانک کر دیکھو وہ زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ تم اسلاف کے کارناموں کو مت بھولنا بلکہ اپنی تاریخ انہیں کے نقشِ قدم پر مرتب کرنا۔ اور وقت ضایع نہ کرنا کہ وقت رُوئی کے گالے کی مانند ہے بلکہ عقل و حکمت کے چرخے میں کات کر

اس سے قیمتی پارچات بنالو ورنہ جہالت کی آندھیاں اسے اڑا کر دُور پھینک دیں گی۔

آج یہ بات عام ہے کہ ہم آنیوالے حالات کو تقدیر کا نام دیتے ہیں۔ آپ بھی کہتے ہیں۔ اور مَیں بھی کہتا ہوں کہ اگر مقدر میں ہوُا تو سب کچھ مل جائے گا۔ محنت کی کیا ضرورت ہے۔ اے تقدیر کو دوش دینے والو! تقدیر تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تدبیر سے راہنمائی حاصل کرو۔ اپنے مستقبل کو خدارا تقدیر کے حوالے نہ کرو تقدیر سے ٹکرا جاؤ۔ اور ذاتِ الہٰی پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے مقصدِ حیات کے لئے لڑنا شروع کردو۔ بادِ مخالف کے تھپیڑے یقیناً تم سے زیادہ طاقتور ہیں۔ وہ تمھیں تباہ کرنے پر تُلے ہُوئے ہیں۔ تم ان کو نیست و نابود کرنے کے لئے اُن سے ٹکرّ لو۔ اور انہیں پاش پاش کر کے رکھ دو تقدیر پر کم اور تدبیر پر زیادہ یقین رکھو۔ حال میں مصروفِ عمل رہو۔ مستقبل خود تمہاری قدم بوسی کے لئے حاضر ہو جائے گا کہ ؎

یہی آئینِ قدرت ہے یہی اسلوبِ فطرت ہے،

جو ہے راہِ عمل پر گامزن محبوبِ فطرت ہے،

مستقبل کے حسین خواب دیکھنے والوں میں اکثر نوجوان پیش پیش ہوتے ہیں۔ شاید انہیں یہ گمان ہوتا ہے کہ جس طرح بچپن غفلت اور کھیل کود میں گذر گیا۔ آئندہ زندگی بھی ایسے ہی گذر جائے گی۔ اے دوستو! ایسا ہرگز نہیں ہوگا کل تمہاری زندگی کا امتحان ہے۔ اگر اس میں کامیاب ہوئے تو ترقیات کے زینوں پر قدم مارو گے دگرنہ تنزل کے عمیق گڑھوں میں جا اترو گے اگر تم نے اس سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھایا تو یہ جوانی تمھیں کوسے گی۔ آج کا دن تمہارا وہ دوست ہے جو بہت دیر بعد ملا ہے۔ اور جلد ہی جدا ہونے والا ہے۔ پس جو کرنا ہے آج ہی کر لو۔ آنیوالا دن نہ جانے کیا لے کر آتا ہے؟

آج کا انسان ایٹم بم بنا کر یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک پُرامن مستقبل کی داغ بیل ڈال رہا ہے۔ یہ خیال ایک خوش فہمی ہے۔ آؤ دوستو! مستقبل کے خیالوں میں گم سائنس والوں پر یہ بات واضح کر دیں کہ ہمیں ان تحقیقات سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور نہ کوئی دلچسپی ہے اور یہ کچھ بھی نہیں۔ سوائے بربادیٔ عالم کے۔ ان سے کہو کہ اپنے ایٹم انسانی بہبود پر صرف کریں۔ اور ان بیماریوں کی تحقیقات کریں جو پل بھر میں سینکڑوں بچوں کو یتیم بنا کر اور ہزاروں دلہنوں کے سہاگ لوٹ کر چلی جاتی ہیں۔ ایک ماں سے اس کے جگر گوشے کو۔ ایک بھائی کو اس کی بہن سے جُدا کر دیتی ہیں اور اس کے مستقبل پر پانی پھیر دیتی ہیں۔

مرزا ظفر احمد

"جاپان"

جاپان چار خاص جزائر پر مشتمل ہے۔ ان کے نام ہون شو، شی کوکو، کیوشو اور ہوکیدو ہیں ان کے علاوہ اور بھی ہزاروں جزائر ہیں جن میں سے بیشتر براعظم ایشیاء کے مشرقی ساحل سے دور شمال سے جنوب تک ننھے منے جزیروں کی صورت میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جزائر کا یہ مجموعہ ۱۵۰۰ میل لمبی کمان کی شکل میں واقع ہے۔ اور اس کا رقبہ چودہ لاکھ دو ہزار سات سو چھبیس مربع میل ہے۔ یہ اعداد صرف اس رقبے کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو اس وقت جاپانی حکومت کے قبضے میں ہیں دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر جاپان سمندر پار کے اپنے تمام مقبوضات گنوا بیٹھا۔ ان کا رقبہ جاپانی مملکت کے کل رقبے کا ۵ء۴۶ فیصد تھا۔ جاپان کے جزائر منطقہ معتدلہ میں واقع ہیں۔ بارش خوب ہوتی ہے یعنی ۴۰ انچ تا ۱۰۰ انچ سالانہ۔ ملک کے شمالی علاقوں میں سرما میں بھاری برفباری ہوتی ہے۔ البتہ ٹوکیو میں برفباری کبھی کبھار ہوتی ہے، آب و ہوا عام طور پر معتدل اور موسم ایک دوسرے سے نمایاں حد تک مختلف ہیں۔ گرمی کا موسم جو عام طور پر گرم اور مرطوب ہوتا ہے۔ برسات کے بعد جون کے وسط میں شروع ہوتا ہے۔ اور کوئی چار ہفتے رہتا ہے۔ شمالی علاقے کو چھوڑ کر بقیہ جاپان میں سرما کا موسم ہلکا رہتا ہے۔ جس کے بہت سے ایام بڑے خوشگوار ہوتے ہیں۔ بہار اور خزاں سال کے بہترین موسم ہیں جن کے دن معطر و صحت بخش اور روشن ہوتے ہیں۔ جاپان کے مشہور سرخ شگوفے موسم بہار میں ہی چٹکتے ہیں۔ جبکہ خزاں کے موسم میں مضافات شہر کا علاقہ جھڑے ہوئے رنگ برنگے خوبصورت پتوں سے بھرا دکھائی دیتا ہے۔

جاپان کے کل زمینی رقبے کے ۸۵٪ حصے پر پہاڑ ہیں۔ ان میں سے ۲۵۰ پہاڑ ایسے ہیں جن کی بلندی ۲۰۰۰ میٹر سے زیادہ ہے۔ سب سے اونچا کوہ فیوجی ہے جس کی چوٹی کی بلندی ۱۲۳۸۹ فٹ ہے۔

جاپان کی آبادی نو کروڑ اسی لاکھ ہے۔ سب سے زیادہ گھنی آبادی دارالحکومت ٹوکیو میں ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ٹوکیو کی آبادی ایک کروڑ آٹھ لاکھ انہتر ہزار تھی۔

شہنشاہی حکومت کی تجدید

باہر کی دنیا پر اپنے ساحل کے دروازے

کھول دینے کے لئے اٹھارھویں صدی کے اختتام تا انیسویں صدی کے آغاز کے دوران جاپان پر دباؤ بڑھتا گیا۔ گھر کے اندر ای یاسو کا تخلیق کردہ بے لچک سماجی اور سیاسی ڈھانچہ بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کو محسوس کرنے لگا ۱۸۵۳ء میں امریکہ کا کموڈور ماتھیوسی پیری چار بحری جہازوں کے ساتھ خلیج ٹوکیو میں داخل ہوا۔ اگلے سال وہ واپس چلا گیا۔ مگر اپنے ملک ساتھ دوستی کا ایک معاہدہ کرنے کے لئے جاپانیوں کو آمادہ کرنے میں کامیاب رہا۔ اس کے بعد روس، برطانیہ اور نیدر لینڈ سے بھی اس سال اس قسم کے معاہدے ہوئے۔ ان معاہدوں کے نتیجے میں جاپانیوں کو غیر ممالک سے میل جول کا موقعہ ہاتھ آگیا۔ چار سال بعد یہی معاہدوں کی شکل میں تبدیل ہو گئے اسی قسم کا معاہدہ پھر فرانس سے بھی ہو گیا۔

ان واقعات کے اثرات مغربات نے اس سیاسی اور سماجی بہاؤ کے دباؤ کو جو جاگیرانہ نظام کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا بڑھا دیا تقریباً ایک دہائی تک زبردست ہلچل رہی یہاں تک کہ ۱۸۶۸ء میں ٹوکوگاوا کا جاگیردارانہ نظام زمین بوس ہو گیا اور بادشاہ کا اقتدار اعلیٰ پورے طور پر از سر نو بحال ہو گیا۔

دستور اور شہنشاہ

۳۔ نومبر ۱۹۴۶ء کے نئے دستور کے موقع پر جس کا نفاذ آئندہ سال ۳ رمئی کو ہوا جاپانیوں نے امن و جمہوریت کی اعلیٰ اقدار کو اپنانے کا عہد کیا دستور کے افتتاحیہ میں درج ہے کہ

"ہم جاپانی ہمیشہ امن کے خواہاں رہے ہیں اور ہمارا مقصد اقوام عالم میں ایک باعزت مقام حاصل کرنا، امنِ عالم کے لئے جدّ و جہد کرنا اور ظلم، غلامی اور ناانصافی کو ہمیشہ کے لئے دنیا سے نیست و نابود کرنا ہے۔"

۱۸۸۹ء کے مائیجی دستور سے نیا دستور کئی اہم باتوں میں مختلف ہے اس کے چند خاص نکات حسب ذیل ہیں۔

ملکی و ملّی وحدت کا شہنشاہ اب محض ایک نشان ہے اور عوام قوّت و طاقت کا اصل سرچشمہ ہیں۔

جاپان جنگ اور دوسری قوموں کے ساتھ اپنے معاملات طے کرنے کے لئے دھمکی یا طاقت کے استعمال کو بطور حق خیرباد کہتا ہے اور پُرامن ذرائع کے استعمال پر یقین رکھتا ہے نئے دستور میں بنیادی انسانی حقوق کی دائمی اور ناقابلِ تنسیخ حق کی ضمانت موجود ہے۔ سابق دارالامراء کو دارالمشیرین میں تبدیل کر دیا گیا ہے جس کے ارکان کا انتخاب بالکل دارالعوام کے اصول پر عمل میں آتا ہے اور اس کے ارکان عوام کے پورے نمائندے ہوتے ہیں۔ دارالعوام کو دارالمشیرین پر فوقیت حاصل ہے۔ انتظامیہ کے

کلی اختیارات کابینہ کو حاصل ہیں جو پارلیمنٹ کے سامنے اجتماعی طور پر جوابدہ ہے۔

حکومت چلانے کے اختیارات میں شہنشاہ کو کوئی عمل دخل حاصل نہیں ہے وہ صرف ان امور کی انجام دہی کرتے ہیں جن کی دستور میں صراحت کی گئی ہے مثلاً وہ وزیراعلیٰ اور چیف جسٹس کا تقرر کرتے ہیں۔ اگرچہ وزیراعظم کو پہلے ڈائیٹ (پارلیمنٹ) نامزد کرتی ہے۔ اور چیف جسٹس کو کابینہ۔ شہنشاہ کابینہ کی رضامندی اور مشورے سے اپنی رعایا کی جانب سے ایسے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ جیسے قوانین اور صلحناموں کے اعلانات پارلیمان کی طلبی اور اعزازات کا عطا کرنا۔

شہنشاہ

ہیرو ہیٹو ٹوکیو میں ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پیرز کے سکول میں تعلیم پائی۔ بعد ازاں ایک ایسی دانش گاہ میں جو خاص طور پر ان ہی کی تعلیم کے لئے قائم کی گئی تھی۔

زمانہ ولی عہدی میں انہوں نے سنہ ۱۹۲۱ء میں چھ ماہ کے لئے یورپ کا دورہ کیا اور مراجعت کے بعد فوراً ہی پرنس ریجنٹ بنا دیئے گئے سنہ ۱۹۲۴ء میں انہوں نے شہزادی کونی سے شادی کی۔ جو اب ملکہ نگاکو کہلاتی ہیں وہ سنہ ۱۹۲۶ء میں تخت نشین ہوئے شہزادہ ہیرو ہیٹو بحری حیاتیات کے لئے مشہور ہیں وہ فرصت کا بیشتر وقت اس علم کے مطالعہ اور تحقیقات میں صرف کرتے ہیں اور اب تک کئی کتابیں شائع کرا چکے ہیں۔

پارلیمنٹ

جاپانی پارلیمنٹ کا نظام قدرے مختلف ہونے کے باوجود امریکی نظام کے مقابلے میں برطانوی پارلیمانی نظام سے بہت قریب ہے۔ جہاں انتظامیہ اور مقننہ ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ اور آزاد ہیں ڈائیٹ ملک کا اعلیٰ ترین اور واحد قانون ساز ادارہ ہے۔ یہ دارالعوام اور دارالمشیرین پر مشتمل ہوتا ہے۔ جس میں علی الترتیب ۴۸۶ اور ۲۵۰ ارکان ہوتے ہیں۔

دارالعوام کے نمائندگان کا انتخاب چار سال کی مدت کے لئے ہوتا ہے۔ دارالمشیرین کے ارکان چھ سال کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں اس کے نصف ارکان ہر تیسرے سال منتخب کئے جاتے ہیں۔ جاپان میں عالمی بالغ رائے دہی کا قاعدہ رائج ہے۔ بیس سال یا اس سے زائد عمر کے ہر مرد اور عورت کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔

سیاسی جماعتیں

ملک میں اس وقت تین اہم سیاسی جماعتیں ہیں لبرل ڈیموکریٹک پارٹی، سوشلسٹ پارٹی اور ڈیموکریٹک سوشلسٹ پارٹی۔ عدلیہ مابعد جنگ کا

اصلاحات میں سے عدلیہ کی اصلاح خاص اہمیت
کی حامل ہے۔ ۱۸۸۹ء کے ماتجی دستور کے مطابق
عدلیہ انتظامیہ کی مداخلت سے بالکل آزاد نہ تھی کیونکہ
وزیر انصاف کو ان پر انتظامی اختیارات حاصل تھے
آج کی عدلیہ مکمل طور پر انتظامیہ اور مقننہ
سے بالکل آزاد ہے۔ چنانچہ موجودہ دستور کہتا ہے
"عدلیہ کے تمام کے تمام اختیارات عدالتِ عدلیہ
اور ایسی ماتحت عدالتوں کو حاصل ہیں جو قانونی
طور پر بنائی گئی ہیں" نہ تو کسی غیر معمولی ٹربیونل
کی اجازت ہوگی۔ اور نہ ہی انتظامیہ کے کسی شعبے
کو آخری اختیارات دیئے جائیں گے۔ تمام ججوں
کو اپنے ضمیر کے مطابق مکمل آزادی ہوگی اور وہ
صرف دستور اور ملکی قوانین کے پابند ہوں گے۔
عدالتوں کی ممکنہ برائیوں اور زیادتیوں کی روک
تھام کا بھی بندوبست کیا گیا ہے عدالتِ عالیہ
ایک چیف جسٹس اور دوسرے چودہ ججوں پر مشتمل
ہوتی ہے۔ چیف جسٹس کو کابینہ نامزد کرتی ہے۔
ماتحت عدالتوں کا تقرر کابینہ عدالتِ عالیہ کی
تجویز کردہ فہرست سے کرتی ہے۔

معدنیات

جاپان معدنیاتی وسائل کے معاملے میں بڑا
غریب ملک ہے اور یہاں ایسی معدنیات میں سے
اکثر کا فقدان ہے جو کسی جدید صنعتی قوم کی بقا کے
لئے ضروری ہیں۔ اسے ایسی بنیادی چیزیں مثلاً
تیل، لوہے کی کچھ دھات، پتھر کا کوئلہ اور شیشے کی
کچھ دھات درآمد کرنا پڑتی ہیں۔ جاپان کا اہم معدنی
وسیلہ کوئلہ ہے مگر یہ زیادہ تر ادنیٰ درجے کا
کوئلہ ہے۔ جو کہ اہم کاموں کے لئے ناموزوں ہے
بارہ دوسری قسم کی معدنیات بھی نکالی جاتی ہیں۔
مگر ان میں بیشتر معدنیات اتنی مقدار میں بھی
نہیں نکلتیں کہ وہ گھریلو ضروریات کے لئے بھی
کافی ہو سکیں۔ پٹرول کی ملکی پیداوار قومی ضروریات
کے دو فیصد سے بھی کم حصے کی کفالت کرتی
ہیں یا یوں سمجھیئے کہ وہ سال بھر کے ایک ہفتے کی
ضرورت بھی پوری کرنے کے لائق نہیں۔

صنعت

جاپانی مشینوں کی صنعت گوناگوں ترقی
اور اعلیٰ فنی معیار کا مشاہدہ دنیا کے تمام حصوں
میں کیا جا سکتا ہے۔ جہاز سازی کے جاپانی کارخانوں
میں بنے ہوئے جہاز آج دنیا کے سات سمندروں
میں تیر رہے ہیں۔ جاپانی کیمرے، ٹرانسسٹر،
ریڈیو اور سلائی کی مشینوں نے اپنی خوبیوں کی
بناء پر شہرت حاصل کر لی ہے اور دنیا میں ان
کی مانگ بڑھ گئی ہے۔ جاپانی کاروں، بسوں
لاریوں، ریل گاڑیوں اور ریلوے انجن دنیا کے
پانچ براعظموں میں نقل و حرکت کر رہے ہیں۔
جاپان میں بنے ہوئے جنریٹر۔ ایشیا، آسٹریلیا
شمالی و جنوبی امریکہ میں گھروں اور صنعتوں کو روشنی

برقی قوت فراہم کر رہے ہیں۔
سوت کاتنے اور بُننے کی جاپانی مشینیں ایشیاء اور دنیا کے کئی دوسرے ممالک میں صنعت پارچہ بافی کی ترقی میں مدد دے رہی ہیں۔
جنگ سے پہلے بھی جاپان جہاز سازی و پارچہ بافی کی صنعتوں میں نہ صرف خود کفیل تھا بلکہ بڑے پیمانے پر ان کو برآمد بھی کرتا تھا۔ جنگ کے بعد سے مشینی صنعت نے جاپان کی مثالی معاشی ترقی کی رفتار قائم کر دی ہے سال ۱۹۶۰ء کے مفروضہ ۱۰۰ کو دیکھتے ہوئے ۱۹۶۵ء میں پوری مشینی صنعت کا پیدا واری معیارِ عمل بڑھ کر ۳۔۱۵۶ رہا جبکہ گھریلو برقی سامان کا پیدا واری معیارِ عمل سرعت سے بڑھ کر ۳۔۳۲۷ ہو گیا۔ اور تعمیراتی مشینوں کا پیدا واری معیارِ عمل ۲۶۳.۰ تک پہنچ گیا۔ مشینی اوزاروں کی پیدا وار بڑھ کر ۹۔۱۷۵ اور زراعتی مشینوں کا معیارِ عمل ۲۔۱۳۸ ہو گیا ؛

بقیہ صد ۲۲ ماہ امان (مارچ) کے تاریخی واقعات

○ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔
○ لارڈ ارون ہندوستان میں بطور وائسرائے پانچ سالہ خدمات انجام دینے کے بعد جب رخصت ہونے لگے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۷ تا ۱۳ مارچ ۱۹۳۱ء کو ایک کتاب "تحفہ لارڈ ارون" تصنیف فرمائی جس کو قبول کرتے ہوئے انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اس میں ان کی خدمات پر انہیں مبارکباد دی گئی۔ اور اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا گیا۔
○ ۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وقفِ جائداد اور جائداد نہ ہونے کی صورت میں وقفِ آمد کی تحریک فرمائی۔
○ ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء کو حضرت سیدہ ام طاہر رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔
○ ۱۷ مارچ ۱۹۴۴ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی، سلسلہ کے ایک جلیل القدر عالم اور حضرت مصلح موعودؓ کے ماموں حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے وفات پائی۔
○ ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاہور میں اعلان فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی بابت "مصلح موعود" کا مصداق قرار دیا ہے۔

(ا م ۔ کیسا ۔ د)

اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے؟

اسلام ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنے نفس اپنی خواہشات، اپنے مال، اپنے اہل و عیال، اپنی عزت و وقار سب کچھ خدا تعالےٰ کی رضا چاہتے ہوئے اسلام کی راہ میں قربان کر دیں۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم خدا تعالےٰ اور اس کے رسول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنیوالے اس کی کتب اور رسولوں پر ایمان لانیوالے۔ آپس میں محبت اور اخوت کی زندگی گزارنے والے، اپنے اخلاق کا بہترین نمونہ پیش کرنیوالے۔ ہر قسم کے جھگڑوں سے اجتناب کرنے والے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنیوالے۔ قرآن مجید کو پڑھنے پڑھانے والے، حاکم وقت کی اطاعت کرنیوالے اور ارکانِ اسلام پر عمل کرنیوالے ہوں۔ غرضیکہ ان معنوں کے مطابق اسلام کی مکمل تصویر بننے والے ہوں۔ تاہم وہ راستہ پا سکیں جس کی طرف اسلام ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اسلام تو چاہتا ہے کہ مجھے حاصل کرنے کے بعد میرا علم، میرا دین، اور میری ہدایت ان لوگوں تک بھی پہنچائی جائے جو اسلام سے بے خبر ہیں۔

اسلام تو یہ چاہتا ہے کہ تمام دنیا منظم طور پر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے۔ ہر طرف سے اللہ اکبر کے نعروں کی صدا بلند ہو رہی ہو۔ تمام لوگ، واحد خدا کے حضور سر بسجود ہوتے ہوئے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں تا اللہ تعالےٰ کا وہ مقصد پورا ہو جس کیلئے اس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اسلام کے مطالبات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (نثار احمد خاں۔۔ ربوہ)

"پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار"

سرزمینِ عرب پر ایک ایسا وقت آیا جبکہ اس زمین پر بسنے والے لوگ روحانی لحاظ سے مُردہ ہو چکے تھے۔ ظلمت و بربریت کی گھنگور گھٹائیں اس زمین کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے چکی تھیں۔ یہاں لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا۔ بات بات پر سالہا سال کی طویل جنگیں لڑی جاتی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے جب اس انسان کی یہ حالت دیکھی جسے اس نے اشرف المخلوقات کی حیثیت سے اس زمین پر بھیجا تھا تو اس کی صفتِ رحمت جوش میں آئی اور ان میں ایک ایسا کامل انسان رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا جس نے اپنے اقوال، افعال اور اخلاقِ حسنہ سے ان کی تربیت کی اور رحمت

کا ایک ایسا مینہ برسا کہ ظلمت و بربریت کی وہ تمام گھٹائیں جن کے گھناؤنے سائے تلے انسان سو رہا تھا ڈھل گئیں۔ ہمدردی، غمخواری حلم اور شفقت و محبت جیسے قیمتی جذبات جو اس دنیا سے بکلی مفقود ہو چکے تھے عود کر آئے۔ انسان کی راہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام قرآن شریف کی صورت میں آپؐ پر نازل فرمایا جس پر عمل پیرا ہو کر درندہ صفات کا حامل وجود انسان بنا۔ انسان سے با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بن گیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف کا یہ مقصد تھا کہ حیوانوں
سے انسان بنادے اور انسانوں سے
با اخلاق انسان بنادے اور با اخلاق
انسان سے باخدا انسان بنادے
اسی واسطے ان تین امور پر قرآن شریف
مشتمل ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۱)

آخر وہ کونسا نور تھا جس نے دنیا کو منور کر دیا جس کے ذریعہ یہ عظیم الشان روحانی انقلاب برپا ہوا۔ جس کے ذریعہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ان حبشی غلاموں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئیں جن کا پاس بٹھانا بھی گوارا نہ کیا جاتا تھا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ جو انسانیت کے نام پر دھبہ تھے تھوڑے ہی عرصہ میں خدانما وجود بن گئے اور جس کے ذریعہ غار حرا سے رحمت کی ایک ٹھنڈی گھٹا نمودار ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عرب پھر سارے عالم پر چھا گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "اتمام الحجۃ" میں فرماتے ہیں:۔

"وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (محمد رفیع الدین - ربوہ)

پیشگوئی "مصلح موعود"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی بابت "مصلح موعود" میں درج شدہ تمام علامات میرے پیارے آقا حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مبارک وجود میں پائی گئیں۔ باوجود اس کے کہ آپ میٹرک میں بھی صحت کی کمزوری اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن دنیا کا کوئی بھی شخص علم و معرفت میں آپ کے مقابلہ میں نہ نکلا۔

آپ نے دنیا کے تمام علماء کو یہ چیلنج دیا۔ کہ آؤ اور میرے ساتھ مقابلہ کرو۔ قرآن مجید کے کسی بھی حصے کی تفسیر میرے مقابلہ میں لکھ کر دکھاؤ مگر آج تک کسی شخص کو بھی ایسا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر

لکھکر اسلامی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ ایسی شاندار تفسیر کہ جس کی نظیر نہیں ملتی آپ کی خلافت کا اکاون سالہ دور جماعت احمدیہ کی عظیم الشان فتوحات کا دور تھا۔ آپ کے عہد میں اسلام اور احمدیت کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچا۔ اس باہمت مردِ خدا نے اپنا دن رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو پھیلانے میں وقف کر رکھا۔ آپ ہی کی عظیم الشان کوششوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل آپ کے عہدِ خلافت کے مبارک دور میں لاکھوں سعید روحیں علقہ بگوشِ اسلام ہوئیں۔ پس اس امر میں کیا شک ہے کہ آپ ہی پیشگوئی "مصلح موعود" کے مصداق ہیں۔

(لئیاک محمد۔ ربوہ)

مزدا موٹر کاریں
اور
ان کے پُرزہ جات کی خرید
کے لئے
ہمیں یاد رکھیئے
ابدالی موٹرز شوروم بالمقابل فردوس ہوٹل
مُلتان فون ۳۸۸۹

جناب سید محمد قاسم صاحب کمشنر ملتان ڈویژن مکرم سید محمد انور صاحب ہاشمی (قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع ملتان) کو ان کے محکمانہ فرائض کی ادائیگی میں اعلیٰ کارکردگی پر انعام دے رہے ہیں ۔ بارک اللہ لہ

خیالِ خاطرِ احباب
عزیز احباب کی خاطر مدارات، ہماری تہذیبی روایات کا
قیمتی سرمایہ ہے۔ مہمان نوازی کی روایات کو برقرار
رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مہمانوں کی خدمت میں شیزان
پیش کیجئے۔ شیزان تازہ پھلوں کا رس مزیدار بھی ہے
اور صحت بخش بھی!
مالٹا۔ آم۔ سیب۔ انار۔ آلو بخارا اور لیمونیٹا
قدرتی ذائقوں میں دستیاب ہے۔
شیزان
مہمان یا میزبان — سب کی پسند شیزان!
شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ — لاہور
ORIENT